Postal Regd. No. LW/NP/63/2009 TO 2011
R. N. I. No. UP. Urdu/2001/6071

Fortnightly

Vol. No. 48 Issue No. 06

TAMEER-E-HAYAT

Tagore Marg, Badshah Bagh, Lucknow-07

Ph. Off. : 0522-2740406
Fax : 0522-2741221
E-mail : nadwa@sancharnet.in

25 January, 2011

Mobile: 09415786548

Mohd. Akram Jewellers

محمد اکرم جویلرس

Phone: Shop. 0522-3299010
Mobile : 9838197868

Near Odeon Cinema, Lucknow

New

Ph: 2266786

Sana Jewellers

ثنا جویلرس

Riyaz Ahmad
Ghayas Ahmad

۳۰۱/۱۷ سرائے بانس، اکبری گیٹ، چوک لکھنؤ-۳

301/17, Srai Bans
Akbari Gate, Chowk, Lucknow-3

Qubaa Awning

قبا اوننگ

مینوفیکچررس

ٹیررس اوننگ - ونڈو اوننگ = ڈوم اوننگ
فکس اوننگ - لان اوننگ - ڈیموڈینٹ

سل کراسنگ گوری بازار سروجنی نگر کانپور روڈ لکھنؤ
Tel : 0522-2817580 - 9335236026 - 9839095795

Md. Aslam : 9415002532
9335628375
Md. Imran : 9838122052
Md. Rehan : 7860737094

Shop: 2613736 - 4048340
Res.: 2226177
Akbari Gate: 2268845

سونے چاندی کی دنیا میں ۷۵ سالہ دیرینہ نام

حاجی صفی اللہ جویلرس

ہمارا نیا شوروم

گڑبڑجھالہ کے سامنے امین آباد لکھنؤ پروپرائٹر : محمد اسلم

Branch : Nagina Market, Akbari Gate Lko. Mobile : 9839654567 - 9335913718

HAJI SAFIULLAH JEWELLERS

Opp: Gadbad Jhala Aminabad, Lucknow-18

لکھنؤ کے قدیم مشہور و معروف صندل سے تیار کردہ

خوشبودار عطریات

روغنیات، عرقیات، کولر پرفیوم، کار پرفیوم، روم فریشنر،
فلور پرفیوم، روح گلاب، روح کیوڑہ، عرق گلاب،
عرق کیوڑہ، اگربتی، ہربل پراڈکٹ

ایک مرتبہ تشریف لاکر خدمت کا موقع دیں

اظہار سن پرفیم سوس

IZHARSON PERFUMERS

H.O. : Akbari Gate, Chowk, Lucknow
Tel : 0522-2255257 Mobile : +91-9415009102
Branch : C-5 Jangeth Market, Hazratganj
Lucknow 226001 U.P. INDIA Cell:91-9415784932
E-mail : izharsonperfumers@yahoo.com

Designed By: Saleh Mahmood, Lko. Mobile : 8953394667

Editor Shamsul Haq Nadwi, Printed & Published By Athar Husain
On behalf Majlis-e-Sahafat-wa-Nashriyat at Azad Printing Press Mahboob Building Nazirabad, Lko. Ph.: 9415100085

پندرہ روزہ

تعمیرِ حیات

لکھنؤ

رحمۃ للعالمین پیغمبر اور رحمتِ عالم دین و دعوت

آپ ﷺ کی بعثت کے بعد دنیا کی رت بدل گئی، انسانوں کے مزاج بدل گئے، دلوں میں خدا کی محبت کا شعلہ بھڑکا، خدا طلبی کا ذوق عام ہوا، انسانوں کو ایک نئی دھن (خدا کو راضی کرنے اور خدا کی مخلوق کو خدا سے ملانے اور اس کو نفع پہنچانے کی) لگ گئی، جس طرح بہار یا برسات کے موسم میں زمین میں روئیدگی، سوکھی ٹہنیوں اور پتیوں میں شادابی اور ہریالی پیدا ہو جاتی ہے، نئی نئی کونپلیں نکلنے لگتی ہیں، اور در و دیوار پر سبزہ اگنے لگتا ہے، اسی طرح بعثت محمدی کے بعد قلوب میں نئی حرارت، دماغوں میں نیا جذبہ، اور سروں میں نیا سودا سما گیا، کروڑوں انسان اپنی حقیقی منزل کی تلاش اور اس پر پہنچنے کے لئے نکل کھڑے ہوئے، ہر ملک اور قوم میں طبیعتوں میں یہی نشہ اور ہر طبقے میں اس میدان میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے کا یہی جذبہ موجزن نظر آتا ہے، عرب و عجم، مصر و شام، ترکستان و ایران، عراق و خراسان، شمالی افریقہ اور اسپین اور بالآخر ہمارا ملک ہندوستان اور جزائر شرق الہند سب اسی صہبائے محبت کے متوالے اور اسی مقصد کے دیوانے نظر آتے ہیں، ایسا معلوم ہوتا ہے کی جیسے انسانیت صدیوں کی نیند سوتے سوتے بیدار ہو گئی، آپ تاریخ اور تذکرہ کی کتابیں پڑھیئے تو آپ کو نظر آئے گا کہ خدا طلبی اور خدا شناسی کے سوا کوئی کام ہی نہ تھا، شہر شہر، قصبہ قصبہ، گاؤں گاؤں، بڑی تعداد میں ایسے خدا مست، عالی ہمت، عارف کامل، داعی حق اور خادم خلق، انسان دوست، ایثار پیشہ انسان نظر آتے ہیں جن پر فرشتے بھی رشک کریں، انہوں نے دلوں کی سرد انگیٹھیاں گرما دیں، عشق الٰہی کا شعلہ بھڑکا دیا، علوم و فنون کے دریا بہا دیئے، حکم و حکمت اور محبت کی جوت لگا دی اور جہالت و وحشت، ظلم و عداوت سے نفرت پیدا کر دی، مساوات کا سبق پڑھا دیا، دکھوں کے مارے اور بوجھ کے ستائے ہوئے انسانوں کو گلے لگایا، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بارش کے قطروں کی طرح ہر چپہ زمین پر ان کا نزول ہوا اور اس کا شمار ناممکن ہے۔

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

سالانہ زرتعاون -/250

۱۰ فروری ۲۰۱۱ء

فی شمارہ -/Rs. 12

پندرہ روزہ — لکھنؤ

تعمیرِ حیات

جلد نمبر ۴۸ — شمارہ نمبر ۷

۱۰ر فروری ۲۰۱۰ء مطابق ۶ ربیع الاول ۱۴۳۲ھ

زیر سرپرستی

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

(ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ)

زیر نگرانی

مولانا سید محمد حمزہ حسنی ندوی

(ناظر عام ندوۃ العلماء لکھنؤ)

مدیر مسئول

شمس الحق ندوی

نائب مدیر

محمود حسن حسنی ندوی

مجلس مشاورت

• مولانا سید عبداللہ حسنی ندوی • مولانا خالد ندوی غازی پوری
• امین الدین شجاع الدین

سالانہ زرتعاون -/250 فی شمارہ -/12

ایشیائی، یورپی، افریقی وامریکی ممالک کے لئے -/50$ ڈالر

ڈرافٹ فیئر تعمیر حیات کے نام سے بنائیں اور دفتر تعمیر حیات ندوۃ العلماء لکھنؤ کے پتہ پر روانہ کریں، چیک سے بھیجی جانے والی رقم قابل قبول نہ ہوگی۔ اس میں ادارہ کا نقصان ہوتا ہے۔ براہ کرم اس کا خیال رکھیں۔

ترسیل زر اور خط وکتابت کا پتہ

Tameer-e-Hayat
Tagore Marg, Badshah Bagh, Lucknow-226007
E-mail: nadwa@sancharnet.in, Ph: (0522) 2740406

مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے

آپ کے ٹرمارک نمبر کے پیچھے اگر لال لکیر ہے تو سمجھئے کہ آپ کا زرتعاون ختم ہو چکا ہے۔ لہٰذا بعد کی زرتعاون ارسال کریں اور منی آرڈر کوپن پر اپنا ٹرمارک نمبر ضرور لکھیں۔ اگر موبائل یا فون نمبر ہو تو اپنے خط کے ذکر کے ساتھ لکھئے۔ (منیجر تعمیر حیات)

پرنٹر پبلشر اطہر حسین نے آزاد پرنٹنگ پریس، نظیر آباد، لکھنؤ سے طبع کرا کے دفتر تعمیر حیات مجلس صحافت ونشریات نیگور مارگ، بادشاہ باغ لکھنؤ سے شائع کیا۔

اِس شمارے میں

شعروادب

رحمۃ للعالمین ﷺ — علامہ اقبالؒ — ۲

اداریہ

محسن اعظم ﷺ — شمس الحق ندوی — ۳

فکروعمل

ماہ ربیع الاول اور مسلمان — ادارہ — ۴

رہبر انسانیت

محمد ﷺ — جامع، کامل اور... — حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی — ۶

پیام سیرت

سیرت کا پیغام — حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ — ۹

رسول رحمت

محمد ﷺ — نوع انسانی کے لیے.. — مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی — ۱۱

عظمت نبوی

حضور ﷺ کی فضیلت وعظمت — خالد فیصل ندوی — ۱۵

بصیرت افروز

قرآن کریم کا پُر جلال انداز... — علامہ ابن قیمؒ / وصاف عالم ندوی — ۱۸

اسلام اور مسلمان

جنوبی کوریا میں دعوت اسلام — ڈاکٹر عبدالوہاب ندوی — ۲۰

فقہ وفتاویٰ

سوال وجواب — مفتی محمد ظفر عالم ندوی — ۲۳

تعارف وتبصرہ

میزاب رحمت - ایک مطالعہ — مدیر مسئول — ۲۴

خبر ونظر

عالم اسلام — جاوید اختر ندوی — ۲۷

رپورٹ

نصاب میں دینیات کی شمولیت — اقبال احمد ندوی — ۲۸

روداد سفر

بنگلور کے دعوتی پروگرام — محمود حسن حسنی ندوی — ۲۹

ایروسا انٹرنیشنل

airosa INTERNATIONAL

اعلیٰ خدمات وبہترین رہنمائی کا قابل اعتماد مرکز

ہماری خدمات

انٹرنیشنل وڈومسٹک ایرٹکٹنگ
حج اور عمرہ کا خاص پیکیج
رجسٹرڈ پاسپورٹ ایجنٹ اور ویزہ سے متعلق تمام معلومات
ویزٹ ویزہ، فیملی ویزہ، بزنس ویزہ کی اسٹیمپنگ سروس

پروپرائٹر
ارشد خان

ویسٹرن یونین منی ٹرانسفر
مقامی وبیرونی ہوٹل ریزرویشن
چھٹیوں میں ٹور اور ٹریول کا خاص انتظام

IATA — TAFI — WESTERN UNION MONEY TRANSFER

Tel.: 0522-3916700/701/702/703 - Mobile : 9305573100 (24x7) - E-mail: airosa@rediffmail.com
G-1, Natraj Complex, 11-B.N. Road, Lalbag, Lucknow- 226001

جدید دلکش سونے، چاندی کے زیورات کیلئے ہمارے شوروم

گہنہ پیلیس

GEENA PALACE

میں آپ کا خیر مقدم ہے

Whenever you See Jewellery Think of us

حاجی عبدالرؤف خاں، حاجی محمد معروف خاں، محمد فاروق خاں (چاند)

ایک مینارہ مسجد کے سامنے، اکبری گیٹ، چوک لکھنؤ

Phone : 0522-2260433, Mobile : 9415024686

شعروادب

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

.....علامہ اقبالؒ

علامہ اقبالؒ نے اپنی ایک فارسی نظم میں ان احسانات اور فتوحات کا ذکر کیا ہے جو بعثت محمدی ﷺ اور ذات رسالت پناہ سے وجود میں آئیں اور جن کی مثال مذاہب واصلاحات کی تاریخ اور نامورانِ عالم کی زندگی میں نہیں ملتی۔ اقبالؒ کہتے ہیں ؎

از دم سیراب آں اُمی لقب ● لالہ رُست از ریگ صحرائے عرب
حریت پروردۂ آغوش اوست ● یعنی امروز اُمم از دوشِ اوست
او دلے در پیکر آدم نہاد ● او نقاب از طلعت آدم کشاد
ہر خداوند کہن را او شکست ● ہر کہن شاخ از نم او غنچہ بست
گرمیٔ ہنگامۂ بدر و حنین ● حیدرؓ و صدیقؓ و فاروقؓ و حسینؓ
سطوت بانگ صلوٰت اندر نبرد ● قراءات الصافات اندر نبرد
تیغ ایوبی نگاہ بایزید ● گنجہائے ہر دو عالم را کلید
عقل را راستی از یک جام مے ● اختلاط ذکر و فکر روم و رے
علم و حکمت، شرع و دیں نظم امور ● اندرون سینہ دل ہانا صبور
حسن عالم سوز الحمرا و تاج ● آنکہ از قدوسیاں گیرد خراج
ایں ہمہ یک لحظہ از اوقات اوست ● یک تجلی از تجلیات اوست
ظاہرش ایں جلوہ ہائے دل فروز ● باطنش از عارفاں پنہاں ہنوز

☆اس اُمی لقب نبی ﷺ کی خوش انفاسی کے فیض سے صحرائے عرب کے ریگزاروں میں گل ولالہ کی بہار آگئی۔

☆ آزادی کا جذبہ آپ ہی کی آغوش مبارک کا پروردہ ہے اور اس طرح گویا اقوام عالم کی موجودہ ترقیاں آپ ﷺ کے عظیم الشان ماضی کا ثمرہ اور نتیجہ ہیں۔

☆انسان کے پیکر خاکی میں آپ ﷺ نے دھڑکتا ہوا دل رکھ دیا اور صحیح معنوں میں انسان کی صلاحیتوں سے پردہ اٹھایا اور اس کے جوہر ذاتی کو آشکار کیا۔

☆ آپ ﷺ نے تمام ہی خدایان کہن کو شکست فاش دی اور آپ ﷺ کے فیض سے مرجھائی ہوئی شاخوں پر برگ وبار آنے لگے۔

☆بدر وحنین کی گرمیٔ ہنگامہ آپ ﷺ ہی کے جوش وخروش کے دم سے تھی، اور حضرت صدیقؓ وفاروقؓ وحیدر کرارؓ اور شہید عالی مقام حضرت حسینؓ کی انقلابی شخصیتیں آپ ﷺ ہی کی ہمہ صفت ذات کی تجلیاں تھیں۔

☆ حالت جنگ میں بلند ہونے والی اذان کی سطوت وہیبت اور تلاوت الصافات کی لذت وحلاوت آپ ﷺ ہی کی دی ہوئی ہے۔

☆صلاح الدین ایوبی کی شمشیر آبدار اور بایزید بسطامی کی نگاہ حقیقت میں دو عالم کے خزانوں کی کلید ثابت ہوئیں۔

☆ساقی کوثر کے ایک جام سے عقل ودل دونوں ہی مست وسرشار ہوگئے، اور آپ ﷺ کی تربیت گاہ میں رومی کا ذکر اور رازی کی فکر فلک پیما ہم آہنگ ہوگئی۔

☆علم وحکمت، دین وشریعت، انتظام وسلطنت اور دنیا کے اندر پھیلی ہوئی روحانی طلب وتلاش اور سینوں میں دلوں کی بے قراری۔

☆الحمراء اور تاج محل کا وہ حسن عالم سوز ودل افروز جو فرشتوں سے بھی خراج عقیدت لے لیتا ہے۔

☆ یہ سب کارنامے آپ ﷺ کے اوقات عزیز وگراں مایہ کے ایک مختصر لمحے، اور آپ ﷺ کی بے شمار تجلیات میں سے ایک تجلی اور ایک جھلک کی حیثیت رکھتے ہیں۔

☆ آپ ﷺ کے فیض ظاہری کے اثرات ان جلوہ ہائے دل فروز کی شکل میں تو ظاہر ہوگئے، لیکن آپ ﷺ کے وجوہ مبارک کا باطنی پہلو عارفان کامل کی نگاہ سے اب بھی پوشیدہ ہے، یہ انقلاب عظیم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم معجزہ اور آپ ﷺ کی رحمۃ للعالمینی کا کرشمہ ہے۔ ☆☆☆☆☆

اداریہ

محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

.....شمس الحق ندوی

ربیع الاول کا مہینہ تاریخ انسانی کا وہ مبارک ترین مہینہ ہے جس میں انسانیت کی مرجھائی بلکہ سوکھی ہوئی کھیتی کو زندگی کی نئی قسط عطا ہوئی اور انسانیت کی کھیتی پھول پھل لائی اور باد بہاری کے ایسے جھونکے چلے جن سے اس سے پہلے کی تاریخ انسانی خالی تھی۔ ربیع الاول میں تاریخ انسانی کو وہ ضابطۂ حیات ملا جس کے بغیر تو وہ انسانوں کی نہیں بھیڑیوں اور درندوں کی بستی معلوم ہوتی تھی۔ لکھنے والوں نے اپنے اپنے پیرایۂ بیان میں جو تصویر کشی کی ہے وہ صاف بتاتی ہے کہ وہ انسان جس کے لئے نظام کائنات بنایا اور سجایا گیا تھا اور دنیا کی دوسری مخلوقات جن کے لئے وجود میں لائی گئی تھیں وہ اپنے سر سے اشرف المخلوقات ہونے کا تاج اتار کر جانوروں اور چوپایوں کی زندگی گذار رہا تھا بلکہ ان سے بھی بدتر جس کی تصویر اس ضابطۂ حیات میں جو ربیع الاول ہی کی دین تھا اس طرح بیان کی گئی ہے: ﴿أُولٰئِكَ كَالأَنعَامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ﴾ وہ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے۔

اس وقت جب ہم اس محسن اعظم کی یاد اور عشق ومحبت میں جلسے کریں گے، نعتیہ مشاعروں کی مجلسیں منعقد ہوں گی۔ علماء کرام اس نسخۂ کیمیا کو بیان فرمائیں گے جس کے ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کی مسیحائی کی اور انسانیت کے تن مردہ میں نہ صرف جان ڈالی بلکہ اس کو اشرف المخلوقات ہونے کے ایک حسین گلدستہ کی شکل میں سنوارا اور سجایا اور وہ انسانی معاشرہ وجود میں آیا جس میں انسان تو انسان دیگر مخلوقات کے لئے بھی پیام امن ملا، جس کا خلاصۃ الخلاصہ آپ ﷺ نے ان دولفظوں میں بیان فرمایا: "فی کل ذات کبدٍ صدقة" (ہر جاندار مخلوق کو راحت پہنچانا صدقہ ہی کا حکم رکھتا ہے)۔ اس مبارک مہینہ میں عقیدت ومحبت سے سرشار ہو کر گلی کوچوں کو سجانا، جھاڑ فانوس لگانا ہماری جذباتی عقیدت کا مظہر تو ہو سکتی ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو جو سکھایا بلکہ خود عمل کر کے دکھایا اور بالکل اسی سانچہ پر اپنے اصحاب کرام اور صحابیات رضی اللہ عنہم وعنہن کو ڈھال کر ایک مثالی معاشرہ روشنی کے مینار کی طرح ہمارے لئے چھوڑا اس کا کتنا حصہ ہمارے اندر پایا جاتا ہے؟ اس پر غور کرنے اور ربیع الاول کے موقع پر تجدید عہد کرنے کی ضرورت ہے، جس کے لئے آپ ﷺ نے اور آپ ﷺ کے اصحاب نے وہ سب کچھ جھیلا جو آپ علماء کرام کے بیانات میں سنیں گے یا مضامین میں پڑھیں گے۔

ہم اپنی بات کو زیادہ طول نہ دے کر کہ اس شمارہ میں اس موضوع سے متعلق بہت کچھ آپ پڑھیں گے، سیرت نگار نبوی ﷺ علامہ سید سلیمان ندویؒ کے ایک اقتباس کو نقل کر دینے پر اکتفا کریں گے۔ کاش ہم کو اس کی توفیق ملتی! سید صاحبؒ فرماتے ہیں:

"اسلام نے اپنے پیغمبر کی زندگی کو (اس کے ماننے والوں) کے لئے نمونہ بتایا اور اسی کی پیروی کو خدا کی محبت کا ذریعہ بتایا، فرمایا: ﴿إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾ (آل عمران) یعنی اے لوگو! اگر تم کو خدا کی محبت کا دعویٰ ہے تو میری اتباع کرو (میرے چلن کو اپناؤ) تو خدا تم کو پیار کریگا۔ آپ ﷺ کی اتباع کو یعنی آپ ﷺ کی زندگی کی نقل وعکس کو خدا کی محبت کا معیار بتایا۔ (جھاڑ فانوس کیا) ایک لمحہ کے لئے نشۂ دینی سے سرمست ہو کر اپنی جان دینا آسان ہے مگر پوری عمر ہر حالت میں، ہر کیفیت میں آپ ﷺ کے اتباع کے پل صراط کو اس طرح طے کرنا کہ کسی بات میں سنت محمدی ﷺ سے قدم ادھر ادھر نہ ہو، سب سے مشکل امتحان ہے، اس اتباع کے امتحان میں تمام صحابہ پورے اترے، اور اسی جذبہ سے صحابہ وتابعین نے، تبع تابعین نے، محدثین نے آپ ﷺ کی ایک ایک بات، ایک ایک ادا اور ایک ایک عمل کو معلوم کیا، لکھا تا کہ آنے والی نسلوں کے لئے آپ ﷺ کی عملی زندگی آئینہ کی طرح سامنے ہو اور اس کی روشنی میں آپ ﷺ کا ایک ایک امتی اپنی زندگی گزارے"۔

کیا اچھا ہوتا کہ اس اقتباس کی روشنی میں ہم اپنا جائزہ لیتے اور دیکھتے کہ ہماری زندگیوں میں آپ ﷺ کی محبت وفدائیت کا عملی پہلو کتنا پایا جاتا ہے پھر اس مبارک مہینہ میں تجدید عہد کر کے ان کھوئی ہوئی صفات کو اپنے اندر پیدا کرتے جن کے کھو جانے سے ہم بے وقعت اور ناقابل التفات بن گئے بلکہ ہمارے اپنے ہی لوگ موجودہ تہذیب وتمدن کو اپنانا فخر کی بات سمجھنے لگے ہیں۔ ☆☆☆☆☆

فکر و عمل

وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے — غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیِ سینا

ماہ ربیع الاول اور مسلمان

ادارہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہر مسلمان کا جزو ایمان ہے اور جو اس کا منکر ہے اس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی محروم اور بدنصیب نہیں، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت وعقیدت ہر مسلمان کی زندگی کا گراں قدر سرمایہ ہے، عشق خدا اور محبت رسول کی بے بہا نعمت و دولت سے صحابہ کرامؓ اولیائے عظامؒ اور بزرگان دین مالا مال تھے، اور ان کی زندگی "لا یومن أحد کم حتیٰ أکون أحب الیه من والده وولده والناس أجمعین" (تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک سچا مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کے نزدیک، اس کے والد اور اولاد اور تمام انسانوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں) کا عملی نمونہ تھی، والدین، اولاد اور دنیا کی تمام چیزوں کی محبت پر ہمارے اسلاف نے محبت رسول کو غالب کر دیا تھا، عشق رسولؐ، حضور اکرم ﷺ کا ذکر خیر اور ایصال ثواب مومن کا وہ امتیاز ہے جس میں ذرہ برابر کمی اس کے ایمان اور عقیدہ کو مجروح کرسکتی ہے۔ مولانا ظفر علی خاں مرحوم نے اپنے ان اشعار میں کچھ مبالغہ سے کام نہیں لیا۔

نماز اچھی، زکوٰۃ اچھی، حج اچھا، روزہ بھی اچھا
مگر میں باوجود اس کے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ یثرب کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

لیکن مسلمان بھائیو! اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر سوچئے!

☆ **کیا** حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اظہار محبت کا یہ طریقہ درست ہے کہ آرائشی پھاٹک لگائے جائیں، چراغاں کیا جائے، بے جا روشنی اور سجاوٹ میں ایک دوسرے سے مقابلہ کیا جائے اور پٹاخے چھوڑے جائیں؟

☆ **کیا** اس کا جواز ہے کہ اس ذات اقدس کے نام پر جس کے گھر میں تین تین دن چولہا نہیں جلتا تھا، لاکھوں روپے اس غریب قوم کے صرف کئے جائیں جس کی سیکڑوں بیوہ عورتیں، ہزاروں یتیم بچے اور مفلس افراد کو اس گرانی کے دور میں پیٹ بھر کر کھانا اور تن بھر کپڑا نصیب نہیں؟

☆ **جس** قوم کے ہزاروں طلباء تعلیمی سہولتوں سے محروم ہیں۔

☆ **جس** قوم کے علمی، تعلیمی اور دینی ادارے سرمائے کی کمی کی وجہ سے موت وزیست کی کشمکش میں مبتلا ہوں۔

اظہار عقیدت ومحبت کا یہ طریقہ صحیح ہے یا یہ کہ رحمۃ للعالمین محسن انسانیت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق وکردار کی پیروی کی جائے اور برادران وطن کے سامنے آپ کا صحیح تعارف کرایا جائے۔

اگر صرف ایک بڑے شہر میں عید میلاد کی روشنی اور سجاوٹ پر ہونے والے خرچ کو کسی کار خیر میں لگایا جائے تو اس روپے سے سیرت پر علاقائی زبانوں میں ترجمہ اور تعارف کا ایک بڑا دار الاشاعت، یا ایک رفاہی اسپتال یا بچوں کا ایک اسکول یا مسلم طلباء کا ایک ہوسٹل یا نادار اور بے روزگار لوگوں کے لئے بیت المال اور بلا سودی بینک یا ایک مفید لائبریری اور دار المطالعہ قائم ہوسکتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

"اللّٰہ فی عون العبد مادام العبد فی عون أخیہ" (اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی اس وقت تک اعانت کرتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے۔)

ہندوستان میں مسلمان صدیوں سے برادران وطن کے ساتھ رہتے ہیں لیکن افسوس کہ یہاں کی زبانوں میں سیرت نبوی ﷺ کو ابھی تک منتقل نہیں کیا گیا، اور اس سے زیادہ افسوس کی بات یہ ہے کہ آج ہمارے وہ بچے بھی جو اسکولوں میں پڑھتے ہیں سیرت النبی ﷺ سے زیادہ دوسری شخصیتوں سے واقف ہیں۔

ضرورت اس کی ہے کہ آسان اردو اور ہندی نیز علاقائی زبانوں مرہٹی، پنجابی، بنگالی، کنڑی، ملیالم وغیرہ میں سیرت کو منتقل کیا جائے اور اسکو پورے ملک میں بلاتفریق مذہب وملت پھیلایا جائے۔ دوسری طرف خدمت خلق کے ایسے کام کئے جائیں جن سے دیکھنے والوں کو اندازہ ہو کہ

مسلمان صحیح معنی میں اس نبی ﷺ کا نام لیوا اور متبع ہے جو ساری دنیا کے لئے ابر رحمت تھا۔

اس لئے آج عہد کیجئے کہ اس سال عید میلاد ان تعمیری اور رفاہی کاموں سے منائیں گے جن سے رحمۃ للعالمین محسن انسانیت کے اصل مقام اور پیام سے دنیا روشناس اور فیضیاب ہو۔

عید میلاد کی مقتدر کمیٹیاں، چندہ دینے والے حضرات اور تمام دردمند افراد اور ادارے مل کر مشورہ سے طے کرلیں کہ اس سال اس کثیر رقم کو جو وہ بے جا روشنیوں اور آرائشوں میں لگا رہے تھے، سیرت کے دار الاشاعت اور شعبۂ خدمت خلق پر صرف کریں گے اور اپنے اپنے محلہ کے غریب بھائیوں کی خبر گیری کریں گے خواہ وہ کسی بھی مذہب اور مسلک کے پیرو ہوں۔ یہ وہ صدقات جاریہ ہیں جنکا اجر وثواب دنیا اور آخرت میں ہمیں ملے گا۔ اور میلاد النبیؐ کے ساتھ ہر سال ایک نئے مدرسہ یا ایک نئے اسکول یا ایک نئے اسپتال یا مسلم طلباء کے لئے ایک نئے ہوسٹل یا ایک بلاسودی بینک کے افتتاح سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی سچی محبت کا عملی ثبوت دیں گے اور آپ کے پرچم ہدایت کو اپنے ضعیف اور ناتواں شانوں پر ہمیشہ بلند رکھیں گے۔

ان نمائشوں، کھوکھلے مظاہروں اور فضول خرچیوں سے اسلام کی سربازار رسوائی ہو رہی ہے ایک زندہ، باعمل، غیور، متحد، وفادار، جاں نثار اور حقیقت پسند قوم بن جائیے پھر خدا کی نصرت اور رحمت کا تماشہ دیکھئے۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

☆☆☆☆☆

نعت پاک ﷺ

صوفی کلیم اللہ شاہ کلیم

ہیں جانِ حسن گیسوئے و رخسار آپ کے — قربان جائیں سید ابرار آپ کے
رکھتے ہیں کتنی آج بھی آزادیئے خیال — زلفوں کے پیچ وخم میں گرفتار آپ کے
جو چیز دیکھتا ہوں وہ روشن ہے کس قدر — چھائے ہیں کل جہاں پر انوار آپ کے
چشم کرم ہو بیکس و لاچار کی طرف — ہم ہیں غلام احمد مختار آپ کے
چاہا جو رب نے مسجد نبوی میں جا کے پھر — دیکھیں گے ہم بھی ممبر و مینار آپ کے
صدمرحبا کہ آپ کو دیکھیں گے آنکھ سے — محشر کے روز طالب دیدار آپ کے
بھٹکے ہوؤں کو صاحب منزل بنا دیا — احسان کل جہاں پے ہیں سرکار آپ کے
ہوں اہل بیتؓ یا کہ صحابہؓ ہوں بالیقیں — رشکِ بہار خلد ہیں گلزار آپ کے
طیبہ کی خاک ہی سے ملے گی شفا انھیں — میرے حضور جو بھی ہیں بیمار آپ کے
اے شاہ دیں تمام گنہگار امتی — ہوں گے بروز حشر طلب گار آپ کے
چہرہ نبی کا دیکھ کے جابرؓ یہ کہہ اٹھے — واللہ کیا حسیں ہیں رخسار آپ کے
دامن پسارے آپ کی چوکھٹ پہ ہیں حضور — سنسار پر ہیں آج بھی اُپکار آپ کے
سورج بھی پلٹا چاند بھی دوٹکڑے ہوگیا — سارے جگت نے دیکھے چمتکار آپ کے
صدیقؓ اور عمرؓ کا مقدر تو دیکھئے — کتنے قریب تر ہیں وفادار آپ کے
ابوبکرؓ ہوں عمرؓ ہوں کہ عثمانؓ و مرتضیٰؓ — ہیں دل سے جانثار سبھی یار آپ کے
حاصل وہی ہے حضرت عثمانؓ کو شرف — ہیں جس طرح سے حیدرؓ کرار آپ کے
صوفی کلیم کو ہے یقین اے شہ امم — تشنہ نہ ہوں گے حشر میں میخوار آپ کے

☆☆☆☆☆

رهبر انسانیت

حضرت محمد ﷺ - جامع، کامل اور عالمگیر نمونہ

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

اللہ رب العالمین نے سرورِ کائنات خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ کو انسانوں کی ہدایت اور رب العالمین کے پسندیدہ طریقۂ حیات کو اختیار کرنے کی تلقین کے لئے مبعوث فرمایا، آپ ﷺ سے پہلے کے زمانوں میں اسی کام کے لئے برابر رسول و نبی مبعوث کیے جاتے رہے جن کے پاس وحی الٰہی کے ذریعہ اللہ رب العالمین کا پیغام آتا اور وہ اس پیغام کو اپنی قوم کو پہونچاتے اور حق باتوں کی طرف رہنمائی کرتے، لیکن آپ ﷺ کو رب العالمین نے نبی و رسول مقرر کرنے کے ساتھ متعدد امتیازی خصوصیتوں سے نوازا، ایک تو یہ کہ آپ پر نبوت کے سلسلہ کو پورا کرکے آپ کی نبوت کو نبوی سلسلہ کی آخری کڑی قرار دیا، آپ سے قبل آنے والے نبیوں کے لائے جانے والے احکام میں اپنے اپنے عہد اور ضرورت کے تقاضہ سے جو جزوی فرق کیا جاتا رہا تھا اس کا سلسلہ آپ ﷺ پر ختم کردیا گیا اور دینی احکام کو جامع اور مکمل صورت دیدی گئی۔ یہ ایسی خصوصیت ہے جو آپ سے قبل کسی نبی کو نہیں دی گئی۔ فرمایا: ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ [سورہ مائدہ: ۳] ۔آج تمہارے دین کو تمہارے لئے میں نے مکمل کردیا اور تم کو میں نے اپنی نعمت پوری پوری عطا کی اور تم کو اپنی رضا و پسند دین اسلام میں دی۔

دوسری عظیم خصوصیت آپ کو یہ عطا ہوئی کہ آپ ﷺ کے طریقِ حیات اور عمل کو تمام نوع انسانی خصوصاً مؤمنین کیلئے تاقیامت نمونہ اور واجب الاتباع بنادیا، کہ وہ اپنی زندگی کو اسی کا تابع بنائیں اور چونکہ آپ کی حیات طیبہ کو انسانی زندگی کا دائمی اسوہ و نمونہ بنانا تھا، لہٰذا اللہ رب العالمین نے آپ کی ولادت سے لیکر وفات تک زندگی کے ہر مرحلہ میں آپ کو ایسے حالات سے گزارا جس سے آپ کے مثالی انسان بننے میں مدد ملے اور آئندہ کامل رہبر قرار پائیں اور انسانی زندگی کے ہر شعبہ میں آپ کا عمل قابل استفادہ ہوسکے، اور نبوت ملنے کے بعد تو باقاعدہ وحی الٰہی کے ذریعہ آپ کی تعلیم و تربیت کی جاتی رہی، آپ امی ہونے اور امی قوم کے فرد ہونے کی بنا پر ذہن و طبیعت کی تختی سادہ رکھتے تھے، اس پر تعلیمی اثر وحی الٰہی کے ذریعہ ڈالا گیا، قرآن مجید اور حدیث نبوی میں بھی اس کی متعدد مثالیں دیکھی جاسکتی ہیں۔

اس کی ایک واضح مثال یہ ہے کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ ایک اہم سردار قریش کو اسلام کی دعوت دے رہے تھے، اسی درمیان ایک مخلص مؤمن جو نابینا تھے اس مجلس میں آئے، آپ نے دعوتی مصلحت کے تحت سردار قریش کی طرف زیادہ توجہ رکھی اور ان نابینا صحابی کی طرف خاص توجہ نہ کی، اللہ رب العالمین نے اس بات پر اپنی ناپسندیدگی ظاہر کی اور اس آیت کا نزول ہوا: ﴿عَبَسَ وَتَوَلّٰى اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهُ يَزَّكّٰى اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى فَاَنْتَ لَهُ تَصَدّٰى وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى وَهُوَ يَخْشٰى فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى، كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ﴾ [سورہ عبس: ۱-۱۱] اسی طرح غزوہ بدر میں کامیابی کے بعد قیدیوں کے سلسلہ میں آپ کو توجہ دلائی گئی، اسی طرح اور متعدد ایسے مواقع آئے جن میں آپ کو اپنی رائے تبدیل کرنے کا حکم دیا گیا اس طرح نبی کریم محمد رسول اللہ ﷺ کو شروع ہی سے ہر موقع پر تربیت الٰہی اور خدائی رہنمائی حاصل رہی۔

آپ کی تعلیم و تربیت بطور خصوصی اللہ رب العالمین کی طرف سے ہونے کی مثال سورہ والضحیٰ سے بصراحت ظاہر ہوتی ہے، فرمایا ﴿وَالضُّحٰى وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى، مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى، وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى، اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى، وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى، وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى، فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ، وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ﴾ [سورہ ضحیٰ] اللہ تعالیٰ نے پہلی آیت میں صبح و شام کے حوالہ سے حضور ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ تم کو تمہارے رب نے چھوڑا نہیں ہے، اور نہ تم کو ناپسند کیا، تم کیا یتیم نہیں تھے؟ اس نے تمہاری زندگی کی تقویت کا انتظام کیا، اس میں یہ اشارہ ہے کہ والد کے نہ ہونے اور والدہ کے بھی جلد انتقال کر جانے کی صورت میں دادا اور پھر چچا میں خصوصی شفقت و محبت پیدا کردی، چنانچہ

انہوں نے آپ کا اپنی اصل اولاد کی ہی طرح خیال رکھا۔ دوسری آیت میں فرمایا کہ تم طرز زندگی کے معاملہ میں تعین نہیں کرپا رہے تھے، تم کو اچھے راستہ پر ڈالا، اس میں یہ اشارہ ملتا ہے کہ جاہلیت کے ماحول میں آپ ہر طرح کی بری باتوں سے گھرے ہوئے تھے، لیکن آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایسی طبیعت عطا کی جس میں علیحدگی پسندی اور محتاط کردار تھا جس کے اثر سے آپ اس معاشرہ کی برائیوں سے الگ اور محتاط رہے، شہر سے باہر تنہا کسی جگہ جاکر وقت گزارتے اور اپنے رب کے متعلق سوچتے، اور پھر غار میں جاکر الگ تھلگ باقاعدہ وقت گزارنے لگے تھے، تیسری آیت میں فرمایا کہ تم دوسروں کے دست نگر تھے تم کو خوشحالی عطا کی، اس سے اشارہ ملتا ہے کہ آپ کو کچھ بڑے ہوجانے پر رب العالمین کی طرف سے معاش کی فکر کی اچھی توفیق ملی، اور آپ مناسب ذرائع اختیار کرکے خوش حال بنے، چوتھی آیت میں فرمایا کہ تم اس کا خیال رکھو کہ یتیم پر سختی نہ ہو اور مدد طلب کرنے والے سے سختی سے پیش نہ آؤ اور تمہارے رب کی طرف سے تم کو ہدایت و نبوت کی جو نعمت ملی ہے اس کو بیان کرو۔

اللہ رب العالمین کو اپنے اس آخری مقرر کردہ نبی حضرت محمد ﷺ پر ایسی عظیم ذمہ داری کا بوجھ ڈالنا تھا جو عام انسان کے بس میں نہیں ہوسکتا، لہٰذا شروع ہی سے آپ کو زندگی کے متنوع اور سخت ترین نشیب و فراز سے گذارا جو انسان میں مختلف حالات کو جھیلنے اور عزم و ہمت سے مناسب راہ نکالنے کے لئے معاون ہوسکے، اس لئے کہ مشکلات و مصائب سے انسان کے جوہر کھلتے ہیں اور اس کی صلاحیتیں نکھرتی ہیں۔ چنانچہ اولاً آپ کا سابقہ یتیمی کی بے چارگی سے کرایا گیا، آپ پیدا ہونے کے بعد جب ابتدائی شعور کی عمر میں داخل ہوئے تھے تو آپ نے دیکھا تھا کہ آپ کو سایہ پدری حاصل نہیں، پھر آپ چھ سال کی عمر کو پہونچے تو سایہ مادری بھی اٹھ گیا، جبکہ آپ کے اردگرد آپ کے اکثر ہم عمروں کو ماں باپ کا سایہ حاصل تھا، یہ بات ایک معصوم اور صغیر السن بچہ کے قلب و ذہن کے لئے عموماً ایک سخت ذہنی بے چارگی اور شکستہ دلی کا باعث ہوا کرتی ہے، چھ سال کی عمر میں سایہ مادری بھی اٹھ جانے کے بعد شفقت کرنے کے لئے دادا تھے وہ بھی آٹھ سال کی عمر میں داغ مفارقت دے گئے، ان محرومیوں کو کوئی بچہ عموماً بحسن و خوبی نہیں جھیل پاتا اور فکر کرنے والے سرپرستوں کی کمی کے سبب صحیح راہ سے بھٹک جاتا ہے، اور اس کی زندگی مناسب کردار سے دور ہوجاتی ہے، اور زندگی میں اس کی کامیابی مبہم ہوکر رہ جاتی ہے، لیکن حضور ﷺ کو اس کمی کا بدل فضل الٰہی کی صورت میں حاصل ہوا اور ایسی خداداد ہمت ملی کہ آپ کی شخصیت میں مشکل حالات کو جھیلنے اور اس میں ضرورت اور پسند کی راہ نکالنے کی بڑی صلاحیت پیدا ہوئی، اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ہمت خصوصی طور پر عطا فرمائی، جس کی بنا پر آپ میں حالات اور واقعات کے تقاضوں کو مناسب ڈھنگ سے محسوس کرنے اور زندگی کے چیلنجوں کا مناسب ڈھنگ سے مقابلہ کرنے کی سمجھ اور ہمت پیدا ہوئی، اور آپ نے باعزت زندگی اور سیر چشمی کی راہ اور پاکیزہ طریقہ ہی اختیار کیا، جب کچھ بڑے ہوئے تو خود اپنا معاش تلاش کرنے کے لئے اجرت پر بکریاں چرائیں، اور بڑے ہوئے تو خاندانی پیشہ یعنی تجارت کا ذریعہ اختیار کیا۔

اس طرح آپ ﷺ کو معاشی سہولت اتنی ملی کہ اپنے مشفق اور انتہائی ہمدرد چچا ابوطالب کی تنگ حالی کا احساس کرتے ہوئے آپ نے اپنے دوسرے چچا حضرت عباس کے سامنے یہ تجویز رکھی کہ ابوطالب کے چونکہ کئی لڑکے ہیں، ان کا معاشی باران کے لئے زیادہ ہے، لہٰذا ان میں سے کم از کم دو کو ہم دونوں اپنی اپنی کفالت میں لیکر ان کے لئے آسانی کی صورت مہیا کردیں، چنانچہ اس تجویز کے مطابق ایک کو حضرت عباس نے اپنے ساتھ کرلیا اور دوسرے کو آپ ﷺ نے اپنے ساتھ کرلیا، حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عقیل کی ذمہ داری لی اور آپ نے حضرت علی کو لیا اور تاحیات اپنے ساتھ رکھا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی بھی حکمت الٰہی پر مبنی تھی، چنانچہ ان خاتون نے جبکہ دوسرے کئی معزز لوگوں کے پیغامات ان سے رشتہ کے آئے تھے اور ان سے معذرت کردی تھی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خود رشتہ کی پیشکش کی، یہ عمر میں آپ سے پندرہ سال بڑی تھیں۔ لیکن آپ کی یہ دوراندیشی تھی کہ تجربہ کار اور صالح رفیقۂ حیات کے ملنے کو ہم عمر یا کم عمر کی کسی پسندیدہ خاتون کی طلب پر ترجیح دی۔

آپ کا یہ انتخاب اللہ رب العالمین کی طرف سے مقرر کردہ تدبیر کا حصہ ہی معلوم ہوتا ہے، تاکہ پندرہ سال بعد جب آپ عظیم و عوتی ذمہ داری کا آغاز کریں تو رفیقۂ حیات سے بھی آپ کو مدد اور تقویت حاصل ہو اور یہ سب قدرتی انداز سے رب العالمین

کی توفیق سے وحی الٰہی کے باقاعدہ آنے سے قبل انجام پایا۔ پھر چالیس سال کی عمر ہونے پر باقاعدہ وحی الٰہی کے ذریعہ تعلیم وتلقین کا سلسلہ قائم ہوا۔

اس طرح آپ کے لئے شروع میں اللہ رب العالمین کی جانب سے ملنے والے قدرتی ذرائع اور ہدایات اور بعد میں وحی الٰہی دنیاوی تعلیم کا بدل بن گئے، آپ کی حیات وسیرت، انسانی ذرائع تعلیمی کے بجائے ربانی تربیت میں ڈھالی گئی۔ اور آپ کی حیات طیبہ خالص ایمانی اور کامل انسانی زندگی بن گئی، اور قیامت تک تمام اہل ایمان کے لئے اسوہ اور نمونہ قرار دیدی گئی: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا﴾۔

آپ ﷺ کی اس جامعیت ومثالی زندگی کی خصوصیت کی بنا پر یہ لازم ہوا کہ ہم صرف آپ ﷺ کی دینی تعلیمات ہی پر عمل نہ کریں، بلکہ جس حد تک ممکن ہوسکے ہم اپنی زندگیوں میں آپ کی پوری حیات طیبہ کی پیروی کریں، تاکہ ہماری زندگی اسوہ رسول کی آئینہ دار ہو، حضور ﷺ کی حیات طیبہ انسانی خوبیوں اور مثالی انسان ہونے کی بنا پر صرف تمام اہل ایمان کے لئے اسوہ نہیں، بلکہ آپ کی حیات طیبہ تمام انسانوں کے لئے چراغ راہ ہے، آپ کو اس طرح تمام انسانوں کے لئے تقویت اور خیر کا ذریعہ بھی بنایا گیا، جس سے صرف ایمان والے ہی نہیں بلکہ آپ کی نبوت کا انکار کرنے والے بھی فائدہ اٹھارہے ہیں، آپ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام انسانیت کے لئے رحمت بنائے گئے، اس کی صراحت خود اللہ تعالیٰ اپنے کلام مجید میں فرماتا ہے: ﴿وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ﴾۔ ہم نے تم کو تمام عالموں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔

رسول اکرم محمد رسول اللہ ﷺ کی مذکورہ بالا عظیم خصوصیتوں کی بنا پر آپ کی شخصیت انسانیت کی فلاح اور رشد وہدایت کا عالمی اور ابدی منارۂ نور قرار پائی، جس سے ہم ایک طرف وہ خدائی احکامات اخذ کرتے ہیں، جو وحی کے ذریعہ ہم سب کو دے گئے ہیں، اور دوسری طرف آپ کی حیات طیبہ میں جو صفات ہیں ان کو اختیار کرتے ہیں تاکہ ہماری زندگی کی گاڑی فلاح وصلاح کے راستہ پر چلے جس کی طلب کی تلقین سورۂ فاتحہ میں کی گئی ہے کہ: ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾۔ دین اسلام چونکہ عالمی، جامع ترین، اور پوری انسانی زندگی کا احاطہ کرنے والا ابدی دین ہے، ابدی دین ہونے کی بنا پر اس کی حفاظت کا انتظام بھی فرمایا گیا تاکہ اس سے استفادہ وکسب فیض برابر تا قیامت قائم اور حاصل ہوتا رہے اس کی حفاظت کے دو ذریعہ قرار دے گئے: کتاب الٰہی (قرآن مجید) اور سنت رسول ﷺ۔

قرآن کریم رب العالمین کی طرف سے آسمان سے بھیجی ہوئی کتاب الٰہی ہے، وہ سابقہ انبیاء کرام کو دی گئی شریعتوں کی تصدیق کرنے کے ساتھ ساتھ تا قیامت آنے والی نسلوں اور زمانوں کے مطابق تعلیمات وہدایات پیش کرتا ہے، اور اس کی حفاظت کا وعدہ باقاعدہ کتاب الٰہی قرآن مجید میں کیا گیا ہے: ﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ﴾ اس کی حفاظت کا مطلب اس سے تعلق رکھنے والے دین اور سیرت واخلاق کی حفاظت ہے، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ قرآن کریم کی آئینہ دار ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک مرتبہ آپ کی سیرت کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے جواب دیا "كان خلقه القرآن" یعنی آپ کی سیرت قرآن کریم کے مطابق ہے۔

یہی سنت ہم کو اسوۂ نبوی کی شکل میں حاصل ہے، اور اس کو اختیار کرنے کا اللہ رب العالمین نے حکم دیا ہے۔

☆☆☆☆☆

میری نوائے شوق سے شور حریمِ ذات میں
غلغلہ ہائے الاماں بت کدۂ صفات میں

حور وفرشتہ ہیں اسیر میرے تخیلات میں
میری نگاہ سے خلل تیری تجلیات میں

گرچہ ہے میری جستجو دیر وحرم کی نقشبند
میری فغاں سے رستخیز کعبہ وسومنات میں

گاہ مری نگاہ تیز چیر گئی دل وجود
گاہ الجھ کے رہ گئی میری توہمات میں

تو نے یہ کیا غضب کیا مجھ کو بھی فاش کردیا
میں ہی تو ایک راز تھا سینۂ کائنات میں

(علامہ اقبالؒ)

پیام سیرت

سیرت کا پیغام موجودہ دور کے مسلمانوں کے نام

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

سب جانتے ہیں کہ جس وقت رسول اللہ ﷺ کی بعثت ہوئی دنیا کچھ ویران اور کوئی قبرستان نہ تھی، زندگی کا چکر جس طرح اس وقت چل رہا ہے، بہت تھوڑے سے فرق کے ساتھ اس وقت بھی چل رہا تھا، سارے کاروبار آج کی طرح ہورہے تھے، تجارت بھی تھی، زراعت بھی تھی، اور حکومتوں کا نظام چلانے والے اور ان کی مشنری میں فٹ ہونے والے بھی موجود تھے، اس وقت کی دنیا میں لوگ اس زندگی پر بالکل قانع اور مطمئن تھے، اور ان کو اس میں کسی ترمیم یا اصلاح یا تبدیلی کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی تھی۔

لیکن اللہ تعالیٰ کو اپنی زمین کا نقشہ اور دنیا کی یہ حالت بالکل پسند نہ تھی، حدیث میں اس زمانہ کی متعلق ہے:

"ان اللہ نظر الیٰ أھل الارض فمقتھم عربھم وعجمھم الا بقایا من أھل الکتاب" (اللہ تعالیٰ نے اہل زمین پر نظر ڈالی اس نے روئے زمین کے تمام باشندوں کیا عرب کیا عجم سب کو بے حد ناپسند فرمایا اور وہ ان سے بے زار ہوا، سوائے اہل کتاب کے چند افراد کے)

ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ نے محمد صلی ﷺ کو مبعوث فرمایا اور آپؐ کے ساتھ ایک پوری قوم کے ظہور کا سامان کیا ظاہر ہے کہ ان کو کسی ایسے مقصد کے لئے پیدا کیا تھا، جو کام وہ سب پورا نہیں ہورہا تھا، جو کام وہ سب پورے انہماک اور شوق کے ساتھ انجام دے رہے تھے، اس کے لیے ظاہر ہے کہ کسی نئی امت کو پیدا کرنے کی ضرورت نہ تھی، اور انسان زندگی کے اس پرسکون سمندر میں اس نئے تلاطم کی حاجت نہ تھی، جو مسلمانوں کے وجود سے ظہور میں آیا اور جس نے ان میں ایک زلزلہ ڈال دیا، اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم کو پیدا کیا تو فرشتوں نے عرض کیا کہ تسبیح وتقدیس کے لیے ہم نیاز مند بہت کافی تھے اس کے لیے اس خاکی پتلہ کو پیدا کرنے کی ضرورت سمجھ میں نہیں آئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اِنِّيْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ گویا اشارہ فرمایا اور آگے چل کر واضح کردیا کہ آدم صرف اسی کام کے لیے پیدا نہیں ہوئے جو ملائکہ انجام دے رہے تھے، ان سے خدا کو کچھ اور کام لینا ہے۔

اگر مسلمان صرف تجارت کے لیے پیدا کیے جارہے تھے تو مکہ کے ان تاجروں کو جو شام ویمن کا تجارتی سفر کیا کرتے تھے، اور مدینہ کے ان بڑے یہودی سوداگروں کو جن کے بڑے بڑے گڑھ بنے ہوئے تھے، یہ پوچھنے کا حق تھا کہ اس خدمت کے لیے ہم گنہگار کیا کم ہیں کہ اس کے لیے ایک نئی امت پیدا کی جارہی ہے، اگر زراعت مقصود تھی تو مدینہ اور خیبر کے، طائف اور نجد کے، شام اور یمن اور عراق کے کاشت کاروں اور زراعت وپیشہ ور آبادی کو یہ پوچھنے کا حق تھا کہ کاشت کاری اور زراعت میں ہم محنت وکوشش کا کون سا دقیقہ اٹھا رکھتے ہیں کہ جس کے لیے ایک نئی امت کی بعثت ہورہی ہے، اگر دنیا کی چلتی ہوئی مشنری میں صرف فٹ ہونا تھا، اور حکومتوں کے نظم ونسق اور دفتری کاروبار کو معاوضہ لے کر چلانا تھا تو روم وایران کے کارپردازانِ سلطنت کو یہ کہنے کا حق تھا کہ اس فرض کی انجام دہی کے لیے ہم بہت ہیں اور ہمارے بہت سے بھائی بے روزگار ہیں، اس کے لیے نئے امیدواروں کی کیا ضرورت ہے؟۔

لیکن درحقیقت مسلمان بالکل ہی ایک نئے اور ایسے کام کے لیے پیدا کیے جارہے تھے، جو دنیا میں کوئی نہ انجام دے رہا تھا، اور نہ دے سکتا تھا، اس کے لیے نئی امت ہی کی بعثت ضرورت تھی۔ چنانچہ فرمایا: ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ﴾ (آل عمران-۱۱۰) تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے پیدا کی گئی۔ بھلائی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔

اسی مقصد کی خاطر لوگ وطن سے بے وطن ہوئے اپنے کاروبار کو نقصان پہنچایا، تجارتوں پر پانی پھیرا، اپنی کھیتی باڑی اور باغات کو ویران کیا، اپنے عیش ونعم کو خیرباد کہا، دنیا کی تمام کامیابیوں اور خوش حالیوں سے آنکھیں بند کرلیں، اور زریں موقعے کھودیے، پانی کی طرح اپنا خون بہایا اور اپنے بچوں کو یتیم اور اپنی عورتوں کو بیوہ کیا، ان مقاصد ومشاغل کے لیے جن پر آج مسلمان قانع نظر آتے ہیں اس

ہنگامہ آرائی اور اس محشر خیزی کی ضرورت نہ تھی، اس کے حصول کا راستہ تو بالکل بے خطر اور ہموار تھا اور اس راستہ پر معاصر دنیا سے کوئی بڑی کشمکش اور تصادم نہیں تھا، اور نہ یہ اہل عرب اور دنیا کی دوسری قوموں کے لیے وجہ شکایت تھی، انھوں نے تو بار بار انھیں چیزوں کی پیش کش کی (جو آج مسلمانوں کا منتہا ہے) اور بار بار اسلام کے داعی نے ان کو ٹھکرایا، دولت وسرداری عیش وعشرت اور راحت وتن آسانی کی بڑی پیش کش کو نامنظور کیا، پھر اگر مسلمان کو اسی سطح پر آجانا تھا جس پر زمانہ بعثت کی تمام کافر قومیں تھیں، اور اس وقت بھی دنیا کی تمام غیر مسلم آبادی ہے، اور زندگی کے انھیں مشاغل میں منہمک اور سر تا پا غرق ہوجانا تھا جن میں اہل عرب اور رومی وایرانی ڈوبے ہوئے تھے اور انھیں کامیابیوں کو اپنا منتہائے زندگی بنالینا تھا جن کو ان کے پیغمبر ﷺ اس کے بہترین موقع پر رد کر چکے تھے تو یہ اسلام کی ابتدائی تاریخ پر پانی پھیر دینے کے مرادف ہے اور اس بات کا اعلان ہے کہ انسانوں کا وہ بیش قیمت خون جو بدر وحنین واحزاب اور قادسیہ ویرموک میں بہایا گیا، بے ضرورت بہایا گیا۔

آج اگر سرداران قریش کو کچھ بولنے کی طاقت ہو تو مسلمانوں کو خطاب کرکے وہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ تم جن چیزوں کے پیچھے سرگرداں ہو اور جن چیزوں کو تم نے اپنا حاصل زندگی سمجھ رکھا ہے انھیں چیزوں کو ہم گنہگاروں نے تمہارے پیغمبر ﷺ کے سامنے پیش کیا تھا، وہ تمام چیزیں اس وقت خون کا ایک قطرہ بہائے بغیر حاصل ہوسکتی تھیں تو کیا ساری جدوجہد کا حاصل اور ان تمام قربانیوں کی قیمت وہ طرز زندگی ہے، جس کو تم نے اختیار کیا ہے اور زندگی واخلاق کی وہی سطح ہے جس پر تم نے قناعت کرلی ہے، اگر ان سرداران قریش میں سے جو اسلام کے حریف تھے، کسی کو یہ جرح کرنے کا موقع ملے تو آج ہمارا کوئی بڑے سے بڑا لائق وکیل بھی اس کا تشفی بخش اور مسکت جواب نہیں دے سکتا اور امت کے لیے اس پر شرمندہ ہونے کے سوا کوئی چارہ نہیں، رسول اللہ ﷺ کو مسلمانوں کے متعلق یہی خطرہ تھا کہ وہ دنیا میں پڑ کر اپنا مقصد نہ بھول جائیں، اور دنیا کی عام سطح پر نہ آجائیں، آپ نے وفات کے قریب جو تقریر فرمائی اس میں مسلمانوں کو خطاب کرکے ارشاد فرمایا: "ما الفقر أخشى عليكم ولكني أخشى أن تبسط عليكم الدنيا كما بسطت على من كان قبلكم فتنافسوها كما تنافسوها فتهلككم كما أهلكتهم" (بخاری ومسلم) (مجھے تمہارے بارے میں کچھ فقر وافلاس کا خطرہ نہیں ہے، مجھے تو اس کا اندیشہ ہے کہ کہیں دنیا میں تم کو بھی وہی کشائش نہ حاصل ہوجائے جیسی تم سے پہلے لوگوں کو حاصل ہوئی تو تم بھی اسی طرح اس میں حرص ومقابلہ کرو جیسے انھوں نے کیا تو تم کو بھی اسی طرح ہلاک کردے جیسے ان کو ہلاک کیا۔)

مدینہ کے انصار یوں نے جب اس بات کا ارادہ کیا کہ جہاد کی مشغولیت اور اسلام کی جدوجہد سے کچھ دنوں کی فرصت حاصل کرکے اپنے باغوں، کھیتوں اور کاروبار کو درست کرلیں اور کچھ مدت کے لیے صرف اپنے کاروبار میں مشغول ہونے کی اجازت حاصل کرلیں، یہ خطرہ بھی ان کے دل میں نہیں رسکتا تھا کہ وہ ارکان دین نماز، روزہ، حج وزکوٰۃ سے بھی کچھ دنوں کے لیے اپنے کاروبار کی دیکھ بھال کے لیے اپنے آپ کو مستثنیٰ کرالیں، لیکن اسلام کی عملی جدوجہد اور دین کے فروغ اور اس کے غلبہ کی کوشش سے ان کی اس عارضی یکسوئی کو بھی خودکشی کا مرادف قرار دیا گیا اور سورۂ بقرہ کی آیت نازل ہوئی جس کی تفسیر حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے اس طرح کی ہے:

﴿وَاَنْفِقُوا فِی سَبِیلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوا بِاَیْدِیكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ وَاَحْسِنُوا اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِینَ﴾ (سورہ بقرہ۔۱۹۵) (اللہ کے راستہ پر خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو اور اچھی طرح کام کرو بیشک اللہ تعالیٰ اچھے کام کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔)

مسلمانوں کی زندگی کی اصلی ساخت یہی ہے کہ یا تو اسلام کی دعوت اور عملی جدوجہد میں مشغول ہو یا اس دعوت وعملی جدوجہد میں مشغول ہونے والوں کے لیے پشت پناہ ومددگار ہو اس کے ساتھ بھی عملی جدوجہد میں حصہ لینے کا عزم اور شوق رکھتا ہو، مطمئن شہری اور محض کاروباری زندگی اسلامی زندگی نہیں، اور کسی طرح بھی یہ ایک مسلمان کا مقصود حیات نہیں ہوسکتا، جائز مشاغل زندگی، جائز وسائل معیشت ہرگز ممنوع نہیں، بلکہ نیت واجر طلبی کے ساتھ عبادت وقرب الٰہی کا ذریعہ ہیں، مگر جب یہ کہ سب دین کے سایہ میں ہوں نہ کہ خود مقصود بالذات۔

سیرت محمدیؐ کا یہ سب سے بڑا پیغام ہے، جو خاص مسلمانوں کے نام ہے، اس کی طرف توجہ نہ کرنا اس کے مقصد کو ضائع کرنا سب سے بڑی حقیقت کی طرف سے چشم پوشی ہے، جو سیرت محمدیؐ مسلمانوں کے سامنے پیش کرتی ہے۔

☆☆☆☆☆

رسول رحمت

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
نوع انسانی کے لیے دائمی وکامل نمونہ

.....مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی

تاریخ انسانی گواہ ہے کہ رحمۃ للعالمین، پیامبر امن ومحبت، معلم انسانیت، سرور کونین رسول اکرم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بعثت ایسے پرفتن وپرآشوب دور میں ہوئی جب کہ ہر چہار جانب ضلالت وجہالت اور کفر وگمراہی کی گھنگھور گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں، ظلم وزیادتی کا بازار گرم تھا، رشد وہدایت اور خیر وبھلائی کی راہیں مسدود ہوچکی تھیں، تخریبی طاقتیں انسانیت سے کھلواڑ کررہی تھیں اور انسان کو ایندھن کی طرح اپنے شخصی اغراض ومقاصد، حرص وہوس اور نفسانی خواہشات کی تکمیل کے لئے استعمال کررہی تھیں، انسانی واخلاقی قدریں یکسر بدل چکی تھیں، روئے زمین پر اضطراب وانتشار، قتل وغارتگری، کشت وخونریزی، اخلاقی ودینی بے راہ روی اور جنسی انارکی کا دور دورہ تھا، انسانی ضمیر مردہ ہوچکا تھا، خیر وصلاح اور حق کی آواز ناپید تھی، ہدایت کا چراغ گل ہوچکا تھا، طاقتور کمزور کو کھائے جارہا تھا، مالدار غریب کا خون پی رہا تھا اور انسانیت دم توڑ رہی تھی اور دور تک امید کی کوئی کرن نظر نہیں آرہی تھی۔

اس ناامیدی اور مایوسی کے عالم میں اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم سرور کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو مبعوث فرمایا، چنانچہ آپ ﷺ نے انسانیت کو سہارا دیا، رشد وہدایت کا چراغ روشن کیا، تہذیب وتمدن اور علم وثقافت کو تعمیری رخ پر لگایا، امن وآشتی کا غلغلہ بلند کیا، الفت ومحبت کا نغمہ سنایا، علم کی سرپرستی کی، عدل ومساوات اور اخوت وبھائی چارگی کا درس دیا، تاریخ انسانی گواہ ہے کہ آپ ﷺ سے بڑھ کر انسانیت نواز وکرم گستر نہیں دیکھا، اور نہ کوئی ایسی باکمال اور جامع الصفات شخصیت پیدا ہوسکی جس کو آپ کے مقابل کھڑا کیا جاسکے اور وہ آپ کی جگہ لے سکے، عقل انسانی اپنے تمام سابقہ تجربات، اب تک کے تمام ریکارڈ اور معلومات کی بنیاد پر شہادت دیتی ہے آئندہ بھی کسی ایسی ذات کے پیدا ہونے کے امکان آخری حد تک معدوم ہیں، یہاں تک قیامت برپا کردی جائے گی۔

آپ ﷺ نے اپنے اخلاق کریمانہ، ہمدردی وخیرخواہی اور اعلیٰ انسانی کردار اور حسن سلوک سے کٹر معاندین کے دل جیت لئے۔ آپ ﷺ سب سے زیادہ فراخ دل، کشادہ قلب، راست گفتار، نرم طبیعت اور معاشرت ومعاملات میں نہایت درجہ کریم تھے، جو پہلی بار آپ کو دیکھتا وہ مرعوب ہوجاتا، آپ کی صحبت میں رہتا اور جان پہچان حاصل ہوتی تو آپ ﷺ کا فریفتہ اور دلدادہ ہوجاتا، آپ ﷺ کا ذکر خیر کرنے والا کہتا ہے کہ نہ آپ سے قبل میں نے آپ جیسا کوئی شخص دیکھا نہ آپ کے بعد۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

نبی رحمت ﷺ کی پوری حیات طیبہ میں شفقت ومحبت، نرمی وملاطفت، دلداری ودلنوازی، عفو ودرگزر اور کرم گستری کی جلوہ گری نظر آتی ہے، دوست تو دوست، جانی دشمنوں کے ساتھ بھی نرمی ومحبت اور لطف وعنایت کا معاملہ فرماتے، دشمن جان لینے آتے لیکن عاشق زار بن کر واپس ہوتے اور آپ پر سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہوجاتے، کبھی کسی سے کوئی انتقام نہیں لیا، بلکہ ستانے اور ایذاء پہونچانے والوں کو معاف کردیتے اور ان کے لئے مغفرت اور ہدایت کی دعا کرتے: "اللّٰهم اغفر لقومی فإنهم لا یعلمون".

مکہ کی ۱۳ سالہ مدت کی زندگی صبر وبرداشت اور حلم وعفو کی اعلیٰ مثال ہے، طائف کے واقعہ کا تصور کیجئے اور قربان جائیے آپ ﷺ کے حلم وصبر پر، غزوہ احد میں آپ ﷺ کے دندان مبارک شہید کئے گئے اور آپ ﷺ کی زبان مبارک سے صرف "اللّٰهم اهد قومي فإنهم لا یعلمون" کے الفاظ نکلے، فتح مکہ کے روز آپ کو مکمل غلبہ اور اقتدار حاصل تھا، چاہتے تو دشمنوں سے انتقام لے لیتے کہ جنہوں نے آپ ﷺ کو اذیت پہونچانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی، لیکن نبی رحمت کا حلم وعفو دیکھئے کہ ارشاد ہوتا ہے: "اذهبوا أنتم الطلقاء" جاؤ تم سب آزاد ہو، تمہارا کوئی مواخذہ نہیں، کیا متمدن دنیا اس کی مثال پیش کرسکتی ہے؟۔

آپ ﷺ کو اپنی ذات کے لئے غصہ نہ آتا، نہ

اس کے لئے انتظام لیتے، آپ ﷺ نرم مزاج اور نرم گفتار تھے، اگر آپ درشت خو اور بے مروت ہوتے تو لوگ آپ سے دور ہو جاتے، قرآن کریم میں آپ کے بارے میں ارشاد ہے: ﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ، وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ﴾ (اے محمد خدا کی مہربانی سے تمہاری افتادِ مزاج ان لوگوں کے لئے نرم واقع ہوئی ہے اور اگر تم بد خو اور سخت دل ہوتے تو یہ تمہارے پاس سے بھاگ کھڑے ہوتے) [سورہ آل عمران:۱۵۹] دوسری جگہ ارشاد ہے: ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ رَحِيمٌ﴾ [سورہ توبہ:۱۲۸] (تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک پیغمبر آئے جن کو تمہاری تکلیف گراں معلوم ہوتی ہے اور تمہاری بھلائی کے بہت خواہش مند ہیں، اور مؤمنوں پر نہایت شفقت کرنے والے اور مہربان ہیں)۔

آپ ﷺ اذیت پہونچانے والے کو معاف کر دیتے، لیکن جب خدا کے کسی حق کو پامال کیا جاتا تو اس وقت آپ ﷺ کے جلال کے سامنے کوئی چیز ٹھہر نہیں سکتی تھی، اگر کوئی شخص آپ ﷺ سے سوال کرتا اور کچھ مدد چاہتا تو اس کو جھڑکتے نہیں، بلکہ اس کی ضرورت پوری فرما دیتے، یا کم از کم نرم اور شیریں لہجہ میں جواب دیتے، کبھی کبھی سوال کرنے والے سخت طریقہ اختیار کرتے، لیکن آپ شفقت اور نرمی کا ہی معاملہ فرماتے، کسی خادم یا کسی عورت پر آپ ﷺ نے کبھی ہاتھ نہیں اٹھایا، اور نہ ہی ان کو ڈانٹا۔

آپ ﷺ کی گفتگو علم و معرفت، حیا و شرم اور الفت و محبت کی ہوتی، اللہ کا ذکر کرتے ہوئے کھڑے ہوتے اور اللہ کا ذکر کرتے ہوئے بیٹھتے، لوگوں کی دلداری فرماتے اور ان کو متنفر نہ کرتے اور ان کے دلوں میں محبت و الفت، اخوت و بھائی چارگی اور نرمی پیدا فرما دیتے، اسی دلداری اور ملاطفت کا نتیجہ تھا کہ آپ ﷺ کے صحابہ آپ پر ہر چیز قربان کرنے کے لئے تیار رہتے تھے۔

آپ ﷺ نے علم و معرفت اور رشد و ہدایت کی راہ روشن کی اور نوع انسانی کو اخوت و مساوات کا درس دیا اور یہ اعلان کر دیا کہ سب آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں، کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ کسی عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت ہے، مگر تقوی کی بنا پر، خدا کے نزدیک تم میں عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔

آپ ﷺ کی بعثت دنیا کے ایسے خطہ میں ہوئی جو اخلاقی، عقلی اور اعتقادی اعتبار سے سب سے زیادہ پس ماندہ تھا، آپ ﷺ نے دنیا میں پھیلے ہوئے فساد اور بگاڑ کے خلاف جد و جہد کی، آپ ﷺ کی دعوت اور پیغام پوری نوع انسانی کے لئے تھا، آپ ﷺ نے انسانیت کا وقار بحال کیا اور اپنی حکیمانہ تعلیم و تربیت سے ایک ایسی مثالی جماعت تیار کر دی جس نے پوری دنیا میں امن و امان، اخوت و محبت، عدل و انصاف اور مساوات کا پیغام عام کیا، انسانیت کی بقا و حفاظت کا کام کیا، چنانچہ کل تک جو رہزن تھے، وہ آج رہرو ہی نہیں، بلکہ بہترین رہبر بن گئے، کل تک جن کی زندگی فسق و فجور کی نذر تھی، آج وہ اتنے بلند اور مقدس مقام و مرتبہ تک پہنچ گئے کہ صداقت و پاکیزگی کو ان کے انتساب سے شرف ہو جائے، کل تک جو مردہ تھے، وہ آج زندہ ہی نہیں، بلکہ دوسروں کو زندہ کرنے والے بن گئے صحابۂ کرام آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ کی چلتی پھرتی مثال تھے، رفیق غار اور خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کے مشن کو آگے بڑھایا، خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عدل و انصاف کا غلغلہ بلند کیا، آپ کی زاہدانہ اور متقشفانہ زندگی کے باوجود دشمن آپ کے رعب و جلال سے کانپتے تھے، بیت المقدس میں داخلہ کا واقعہ عدل فاروقی کا اعلی نمونہ ہے، آپ فاتح کی حیثیت سے نہیں، بلکہ ایک خاکسار اور عاجز بندہ کی طرح داخل ہوئے، آپ کا یہ تاریخی جملہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے کہ "جو کچھ ہے وہ اسلام ہی کی بدولت ہے"۔ صحابہ کرام کی مثالی زندگی حضور ﷺ کی تعلیم و تربیت ہی کا نتیجہ ہے۔

آپ ﷺ کے جانثار رفقاء آپ ہی کی صفات سے متصف اور اسلامی تعلیمات کا اعلی نمونہ تھے، جیسا کہ حدیث شریف میں آتا ہے: "اصحابي كالنجوم بأيهم اقتديتم اهتديتم" یہ آپ ﷺ کی حکیمانہ تربیت کی روشن دلیل ہے، آپ ہی کی تربیت کا نتیجہ تھا کہ دعوت اسلامی کی آواز چہار دانگ عالم میں پھیل گئی اور پرچم اسلام عرب و عجم میں لہرانے لگا، خدائی تعلیمات اور ہدایت و فلاح کی باد بہاری چلنے لگی، ہر شخص اپنے اپنے ظرف کے مطابق کسب فیض میں مشغول ہو گیا، پوری دنیا نے اسلام کا یہ پیغام جان لیا کہ اسلام نام ہے کائنات کے کارساز حقیقی کے سامنے خود سپردگی اور سرافگندگی کا، اسلام نام ہے اس عقیدہ کا کہ آسمان و زمین اور بحر و بر کا خالق و مالک صرف ایک ہے، جس نے انسان کو ایسی

شکل و صورت سے نوازا جو سب سے بہتر اور سب سے عمدہ تھی، جس نے ابن آدم کو اشرف المخلوقات بنایا اور دنیا کے تمام ستارے سیارے اور مہر و ماہ و انجم کو اس کی ضروریات کی تکمیل میں لگا دیا، پوری کائنات اس کے دست نگر کر دی اور اس کو علم و عرفاں کا وہ نور عطا کیا جس سے وہ زندگی کے ہر گوشہ میں رہنمائی حاصل کرتا ہے، آپ ﷺ کے بعد آپ کے حاملین منصب نبوت پوری تندہی و اخلاص سے دعوت اور پیغام اسلامی کو عام کرنے لگے، لوگوں کو زندگی کا سلیقہ اور آداب سکھاتے رہے۔

ایک انصاف پسند اور تاریخ عالم سے واقف مغربی اہل علم نے اس طبقہ کی بڑی کامیاب تصویر پیش کی ہے، اور ان کی نمایاں اور مشترک خصوصیت کی طرف اشارہ کیا ہے، جو نبوت کا باغ تازہ اور قرآن کی فصل بہار کہلانے کا مستحق ہے، جرمن فاضل کائتانی (Caetani) اپنی کتاب "سنین اسلام" میں لکھتا ہے:۔

"یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اخلاقی وراثت کے سچے نمائندے، مستقبل میں اسلام کے مبلغ، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا رسیدہ لوگوں تک جو تعلیمات پہنچائی تھیں، ان کے امین تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسلسل قربت اور ان سے محبت نے ان لوگوں کو فکر و جذبات کے ایک ایسے عالم میں پہونچا دیا تھا جس سے اعلی اور متمدن ماحول کسی نے دیکھا نہیں تھا۔

درحقیقت ان لوگوں میں ہر لحاظ سے بہترین تغیر ہوا تھا، اور بعد میں انہوں نے جنگ کے مواقع پر مشکل ترین حالات میں اس بات کی شہادت پیش کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے افکار کی تخم ریزی زرخیز زمین میں کی گئی تھی، جس نے ابن آدم کو اشرف المخلوقات بنایا اور دنیا کے تمام ستارے سیارے اور مہر و ماہ و انجم کو اس کی ضروریات کی تکمیل میں لگا دیا، پوری کائنات اس کے دست نگر کر دی اور اس کو علم و عرفاں کا وہ نور عطا کیا جس سے وہ زندگی کے ہر گوشہ میں رہنمائی حاصل کرتا ہے، آپ ﷺ کے بعد آپ کے حاملین منصب نبوت پوری تندہی و اخلاص سے دعوت اور پیغام اسلامی کو عام کرنے لگے، لوگوں کو زندگی کا سلیقہ اور آداب سکھاتے رہے۔

یہ تھے اسلام کے قابل احترام پیش رو جنہوں نے مسلم سوسائٹی کے اولین فقہاء علماء، اور محدثین کو جنم دیا" (تہذیب و تمدن پر اسلام کے اثرات و احسانات، از: مولانا سید ابوالحسن علی حسن ندوی، ص:۱۲۲-۱۲۳)۔

حضور اکرم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور بلندی کا اعتراف صرف آپ کے پیروکار اور متبعین ہی نہیں کرتے، بلکہ آپ کے مخالفین اور دشمنان اسلام نے بھی آپ کی عظمت و رفعت کا اعتراف کیا ہے، فرانسیسی مفکر لامرٹین Lamartine نبی رحمت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے متعلق لکھتا ہے:

"وہ تمام پیمانے اور اصول جن کی مدد سے ہم کسی انسان کی عظمت کو ناپ سکتے ہیں، ان میں انسان کے عظیم تر مقاصد حیات اور اسباب و وسائل کی قلت کے باوجود حیرت انگیز نتائج کا ظہور شامل ہے، اس معیار کو سامنے رکھتے ہوئے کون ہے جو اس بات کی جرأت رکھتا ہے کہ وہ محمد (ﷺ) کی عبقری شخصیت کے مقابل کسی بھی زمانے کے دوسروں لیڈروں اور رہنماؤں کو رکھ سکے، اس میں شک نہیں کہ بہت سارے رہنماؤں نے طاقتور اور خطرناک قسم کے جنگی آلات ایجاد کئے ہیں، قوانین پاس کئے ہیں، عظیم شہنشاہیتیں اور حکومتیں قائم کی ہیں، مگر ان کے یہ سب کارنامے بالکل سطحی قسم کے ہیں، ان کے کارنامے انقلاب زمانہ کی نذر ہو گئے، مگر محمد (ﷺ) نے صرف لشکروں اور قبیلوں کی قیادت ہی نہیں کی، صرف قوانین ہی وضع نہیں کئے، صرف حکومت ہی قائم نہیں کی، بلکہ انہوں نے لاکھوں لوگوں کے دلوں پر حکومت بھی کی، جو دنیا کا تہائی حصہ تھے، محمد (ﷺ) کا کارنامہ یہیں پر ختم نہیں ہو جاتا، ان کا کارنامہ یہ بھی ہے کہ انہوں نے تمام پرانے رسم و رواج، فکر و خیال اور باطل نظریات و عقائد کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکا، عظمت کے انسانی معیار اور اصول کی روشنی میں پوچھتا ہوں کہ نبی محمد سے بڑھ کر دنیائے انسانیت میں اور کون ہو سکتا ہے؟"۔ (تاریخ تر کیا، ص:۲۲۷)

مائکل ایچ ہارٹ اپنی کتاب میں لکھتا ہے:

"تاریخ انسانی کے سو عظیم اور عبقری انسانوں میں سب سے پہلے نمبر پر میں نے محمد ﷺ کو رکھا ہے، ہو سکتا کہ میرا یہ انتخاب لوگوں کو کچھ عجیب سا محسوس ہو، لیکن حقیقت یہی ہے کہ پوری انسانی تاریخ میں وہ تنہا شخص ہیں جو دین و دنیا دونوں سطحوں پر مکمل کامیابی و کامرانی سے ہمکنار رہے ہیں"۔ (الشخصيات المائة الأكثر تأثيراً في تاريخ الإنسانية)

حقیقت یہی ہے کہ ہماری اس آباد گیتی میں لاکھوں رہنما اور قائدین آئے اور اپنے اپنے حصہ کا کام کر کے چلے گئے، ان کی فہرست بڑی طویل ہے، ان میں مذہبی رہنما بھی شامل ہیں اور سیاسی قائدین بھی، ایسے لیڈر بھی اس میں شامل ہیں، جو خود کو عالمگیر بتاتے رہے ہیں اور وہ بھی شریک فہرست ہیں

جو علاقائی کہلائے گئے، ان میں سے کوئی بھی آپ کا ہم پلہ نہیں، ان میں سے کسی کے بھی قد وقامت پر آپ کا لباس فٹ نہیں بیٹھتا۔

آپ ﷺ جس قوم میں مبعوث ہوئے، وہ امی قوم تھی، خود آپ کو نبی امی کے لقب سے خطاب کیا گیا، لیکن آپ ﷺ معلم انسانیت بنے اور آپ کی امی قوم نے ساری دنیا میں علم وحکمت کا چراغ روشن کیا، صدیوں تک علم وتہذیب کا علم اسی امت کے اہل عقل ودانش کے ہاتھ میں رہا، یہاں تک ایک مغربی مؤرخ نے لکھا ہے کہ ''عرب ہمارے معلم اول ہیں اور عربوں کے علوم نہ ہوتے تو یورپ کو ترقی میں مزید تین سو سال لگتے''۔ آپ ﷺ کی امت کا اہم کارنامہ دین اور علم، فکر اور دین اور دنیا کے درمیان رابطہ قائم کرنا تھا اور دین اور علم اور ریاست کو کسی خاص طبقہ یا جماعت کے احتکار سے آزاد کرنا تھا، جس کی مثالیں تاریخ اسلامی میں نمایاں طور پر ملتی ہیں۔

اسلام اپنی جامع اور متوازن تعلیمات، اپنے نبی کی سیرت پاک اور اپنے پیروکاروں کے حسن عمل اور اخلاق کریمانہ سے پورے عالم میں پھیلتا چلا گیا اور اسلام کا پیغام عام ہوگیا کہ رب العالمین اور خالق ارض وسما ہی بندگی اور اطاعت کے لائق ہے۔

اسلام نے دنیا کو ایسے اسلامی عطیات سے نوازا ہے، جن کا نوع انسانی کی رہنمائی، صلاح وفلاح اور تعمیر وترقی میں نمایاں کردار رہا ہے، اور جنہوں نے ایک زندہ ودرخشندہ دنیا کی تخلیق وتشکیل کی ہے جو کہنہ اور زوال پذیر دنیا سے کوئی مشابہت نہیں رکھتی ہے، وہ اسلامی عطیات دس ہیں:۔

۱۔ صاف اور واضح عقیدۂ توحید۔

۲۔ انسانی وحدت ومساوات کا تصور۔

۳۔ انسانیت کے شرف اور انسانی عزت وبلندی کا اعلان۔

۴۔ عورت کی حیثیت عرفی کی بحالی اور اس کے حقوق کی بازیابی۔

۵۔ ناامیدی اور بدفالی کی تردید اور نفسیات انسانی میں حوصلہ مندی اور اعتماد وافتخار کی آفرینش۔

۶۔ دین ودنیا کا اجتماع اور حریف وبرسر جنگ انسانی طبقات کی وحدت۔

۷۔ دین وعلم کے درمیان مقدس دائمی رشتے کا قیام واستحکام اور ایک کی قسمت کو دوسرے کی قسمت سے وابستہ کردینا، علم کی تکریم وتعظیم اور اسے بامقصد، مفید اور خدارسی کا ذریعہ بنانے کی سعی محمود۔

۸۔ عقل سے دینی معاملات میں بھی کام لینے اور فائدہ اٹھانے اور انفس وآفاق میں غور وفکر کی ترغیب۔

۹۔ امت اسلامیہ کو دنیا کی نگرانی اور رہنمائی، انفرادی واجتماعی اخلاق ورجحانات کے احتساب، دنیا میں انصاف کا قیام اور شہادت حق کی ذمہ داری قبول کرنے پر آمادہ کرنا۔

۱۰۔ عالمگیر اعتقادی اور تہذیبی وحدت کا قیام ۔(تہذیب وتمدن پر اسلام کے اثرات واحسانات، از: مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ)

آپ کی دعوت کا راز دروں یہ ہے کہ اس کے اندر آفاقیت، ابدیت، اور جامعیت پائی جاتی ہے، وہ رنگ ونسل اور ذات پات کی تنگ نائیوں میں محدود نہیں ہے، اس کا پیغام آفاقی اور سب کے لئے ہے اور وہ پوری انسانیت کے مسائل کا حل پیش کرتی ہے، ایک طرف وہ اگر ذکر وعبادت کے طریقے سکھاتی ہے، تو دوسری طرف دیگر ادیان ومذاہب کی تمام انسانی خوبیوں اور شرافتوں کے معیار کو اپنے دامن میں سمیٹنا نہیں بھولتی، وہ انبیاء کے درمیان تفریق وامتیاز کی قائل نہیں، بلکہ سب کا یکساں احترام کرنا سکھاتی ہے، وہ نسل انسانی کے لئے ایک متحدہ مرکز اور ایک پلیٹ فارم رکھتی ہے، اور اس کو ایک ایسی جمعیت میں تبدیل کرنا چاہتی ہے، جو متحد ہو اور یکساں مقاصد کی حامل ہو، پوری کائنات میں اسلام ہی وہ مذہب ہے جو دین ودنیا کے درمیان فرق وامتیاز نہیں کرتا، بلکہ حسب ضرورت جائز حدود میں رہتے ہوئے دونوں سے فائدہ اٹھانے اور دونوں کے حقوق ادا کرنے کی دعوت دیتا ہے، وہ "مالقیصر لقیصر وما للہ للہ" کے فلسفۂ حیات کو قبول نہیں کرتا۔

اسلام انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں پر محیط ہے، زندگی کا کوئی گوشہ اسلامی تعلیمات سے محروم نہیں، عبادت ہو، سیاست ہو، معاشیات ہو، اخلاقیات ہو، نباتات ہو، جمادات ہو، تعلیم وتعلم کا میدان ہو، غرضیکہ اسلام میں ہر ایک کے لئے رہنمائی موجود ہے، کیونکہ اسلام ابدی، جامع اور ہمہ گیر متوازن نظام حیات ہے اور یہی جامعیت اس کی کشش کا سبب ہے اور اسی جامعیت کی وجہ سے وہ اس وقت بھی سب سے زیادہ پھیلنے والا دین ہے اور اس کی یہ مقبولیت ہی اس کے مخالفین کے لئے پریشانی اور دشمنی کا سبب ہے۔

☆☆☆☆☆

عظمت نبوی

حضور ﷺ کی فضیلت وعظمت

خالد فیصل ندوی

قال اللہ تعالیٰ: ﴿وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ [سورہ سبا:۲۸]

ترجمہ: (اے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے آپ کو تمام ہی لوگوں کے واسطے پیغمبر (ایمان لانے پر ان کو ہماری رضا وثواب کی) خوشخبری سنانے والا اور (ایمان نہ لانے پر ان کو ہمارے غضب وعذاب سے) ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے لیکن اکثر لوگ (اس حقیقت کو) نہیں جان رہے ہیں۔)

اللہ تبارک وتعالیٰ ہی تمام انسانوں کے حقیقی خالق مالک اور حاکم ہیں، دنیا وآخرت میں تمام انسانوں کی رشد وہدایت اور کامیابی وکامرانی کے اسباب اور ذرائع بھی اللہ تعالیٰ ہی پورے طور پر فراہم اور مہیا کرنے والے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک لوگوں کی ضرورت کے مطابق ہر زمانہ اور ہر قوم میں ان ہی انسانوں میں سے ممتاز اور منفرد لوگوں کو اپنا رسول اور نبی بنا کر بھیجتے رہے اور یہ نبی اور رسول اپنی اپنی قوم تک اللہ تعالیٰ کے پیغامات پورے طور پر پہنچاتے رہے، دنیا وآخرت میں کامیابی وکامرانی کے ضامن احکام واوامر کا اعلان عام کرتے رہے اور اللہ تعالیٰ کی ممنوع کردہ باتوں سے چوکنا کرتے رہے، ایک معبود برحق ''اللہ'' پر ایمان لانے کی دعوت دیتے رہے، ایمان لانے والوں کو جنت کی بشارت اور انکار کرنے والوں کو جہنم کی وعید سناتے رہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ: ''(پہلے دس صدیوں تک تو) سب لوگ ایک ہی طریقہ کار (توحید) پر تھے (لیکن جب لوگوں میں توحید کے سلسلہ میں اختلاف پیدا ہوا اور لوگ حق باتوں سے ہٹنے لگے) تو اللہ تعالیٰ (لوگوں کی طرف) بشارت دینے والے اور ڈر سنانے والے (بہت سے) نبی بھیجے اور ان کے ساتھ سچی کتابیں نازل فرمائیں''۔ (بقرہ:۲۱۳)

فی الواقع عام لوگوں تک اللہ تعالیٰ کے پیغام پہنچانے کے لئے مختلف زمانوں اور مختلف قوموں میں بے شمار نبی اور رسول آئے۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: ''یقیناً ہم نے ہر امت میں کوئی نہ کوئی رسول ضرور بھیجا ہے (اور یہ پیغام دیا ہے لوگو!) کہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور شیطان کے راستہ سے بچو۔'' (نحل ر۳۶) اسی طرح ایک جگہ یہ ارشاد فرمایا ہے کہ ''پھر ہم نے (لوگوں کے پاس) اپنے پیغمبروں کو یکے بعد دیگرے بھیجا، جب بھی کسی امت کے پاس اس کا (خاص) رسول آیا تو ان لوگوں نے ان کو جھٹلایا'' (سورہ مومنون:۴۴) ایک دوسری جگہ بڑی وضاحت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: ''بے شک ہم نے حضرت نوحؑ اور حضرت ابراہیمؑ کو پیغمبری اور کتاب جاری رکھی پھر ان کے بعد ہم اپنے رسولوں کو یکے بعد دیگرے بھیجتے رہے اور ان کے بعد حضرت عیسیٰؑ کو بھیجا اور ہم نے ان کو انجیل دی'' (سورہ حدید:۲۶-۲۷) اور سب سے اخیر میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سارے انسانوں کے ہادی ورہبر، سارے جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے اور اس حقیقت کا اظہار اللہ تعالیٰ نے مختلف سورتوں میں مختلف پیرائیہ بیان میں فرمایا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ آپؐ صرف اسی محترم شہر یا اسی ملک یا اسی زمانہ کے لوگوں کے لئے پیغمبر نہیں ہیں بلکہ پوری دنیا کے تمام ہی انسانوں کے لئے اور قیامت تک آنے والے تمام زمانوں اور تمام قوموں کے لئے سچے نبی ﷺ ہیں اور مختلف احادیث مبارکہ میں بھی آپؐ نے اپنی دائمی اور عالمی نبوت کا (واقعہ کے طور پر) اعلان فرمایا ہے، ایک حدیث شریف میں ہے کہ ''مجھے تمام کائنات کے تمام انسانوں کے لئے نبی بنا کر بھیجا گیا ہے'' (بخاری ومسلم) ایک اور حدیث میں ہے کہ ''میری بعثت اور قیامت اس طرح ہیں یہ فرماتے ہوئے آپ ﷺ نے اپنی دو انگلیاں اٹھائیں''۔ ایک حدیث میں آپ ﷺ نے اپنی دائمی اور عالمی رسالت (پیغمبری) کا بڑے واضح انداز میں اعلان فرمایا کہ میں کالے اور گورے سب کی طرف (نبی بنا کر) بھیجا گیا ہوں'' (مسند احمد) ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ''میں عمومیت کے ساتھ تمام ہی انسانوں کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا گیا ہوں حالانکہ مجھ سے پہلے جو بھی نبی آئے وہ اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوئے'' (مسند احمد)۔ اسی طرح آپ ﷺ سارے جہانوں کے لئے رحمت بن کر آئے، آپ ﷺ کی عمومی رحمت کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد

فرمایا ہے کہ: ''ہم نے آپ کو تمام جہاں والوں کے لئے رحمت ہی بنا کر بھیجا ہے'' (سورہ انبیاء: ۱۰۷) اسی طرح ایک حدیث میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''میں سراپا رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں''۔ (مسلم) ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ''میں رحمت مجسم بن کر آیا ہوں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہل جہاں کے لئے ایک مبارک ہدیہ ہے''۔ (جامع صغیر)

حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے نبوت ورسالت کا جو زریں سلسلہ شروع ہوا تھا، حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اس سلسلہ نبوت کا خاتمہ ہوگیا۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی اور رسول اس دنیا میں نہیں آیا ہے اور آئندہ بھی کبھی کوئی نبی اور رسول نہیں آئیں گے اسی لئے آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں، اسی سلسلہ میں قرآن مجید کا ارشاد ہے کہ ''(لوگو!) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن آپؐ اللہ تعالیٰ کے رسول (برحق) ہیں اور تمام نبیوں کے (سلسلہ کو) ختم کرنے والے ہیں'' (سورہ احزاب: ۴۰) اسی طرح آپ ﷺ نے ایک حدیث میں اس امتیازی وصف کو ایک امر واقعہ کے طور پر یوں بیان فرمایا ہے کہ ''میں حضرات انبیاء کے (زریں) سلسلہ کو ختم کرنے والا ہوں اور میں یہ بات فخر کے طور پر نہیں کہتا ہوں'' (دارمی) نیز اس بارے میں ایک دوسری حدیث میں نہایت عمدہ تمثیلی انداز میں آپؐ نے بیان فرمایا ہیکہ ''میری اور دوسرے تمام انبیاء علیہم السلام کی مثال اس محل کی سی ہے، جس کے در و دیوار نہایت شاندار اور عمدہ ہوں لیکن اس دیوار میں ایک اینٹ کی جگہ خالی رہ گئی ہو اور جب لوگ اس محل کے گرد گھوم پھر کر عمارت کو دیکھیں تو عمارت کی شان و شوکت اور در و دیوار کی خوشنمائی انہیں حیرت میں ڈال دے مگر ایک اینٹ کے بقدر اس خالی جگہ کو دیکھ کر انہیں سخت تعجب ہوا، تو میں اس اینٹ کی جگہ کو بھرنے والا ہوں، اس عمارت کی تکمیل میری ذات سے ہے اور انبیاء اور رسولوں کے سلسلہ کا اختتام مجھ پر ہوگیا ہے'' (بخاری و مسلم) ایک دیگر حدیث میں اس کی بڑی اچھی وضاحت موجود ہیکہ ''اللہ تعالیٰ کے یہاں اس وقت سے خاتم النبیین لکھا ہوا ہوں جبکہ حضرت آدمؑ اپنی گندھی ہوئی مٹی میں تھے''۔ (مسند احمد)

یہ حقیقت بھی قابل ذکر ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک بڑی تعداد میں نبی اور رسول تشریف لائے، ان کی صحیح تعداد کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے لیکن ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ''تمام انبیاء کی کل تعداد (خواہ رسول ہوں یا نبی) ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے، ان میں رسول تین سو پندرہ ہوئے ہیں جو کافی بڑی تعداد ہے''۔ (احمد) بہرکیف حضرات انبیاء عظام کی طویل فہرست میں پانچ انبیاء کرام (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ اور حضرت نوح علیہم السلام) بڑی عزیمت والے پیغمبر ہیں، ان میں سرفہرست انبیاء سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، علماء کرامؒ کا اتفاق ہے کہ آپ ﷺ تمام اولاد آدم کے سردار، ممتاز اور منفرد ہیں چنانچہ ایک حدیث میں آپؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ مجھے یکے بعد دیگرے ہر دور کے بنو آدم کے بہترین طبقوں میں منتقل کیا جاتا رہا یہاں تک کہ میں اس موجودہ زمانہ میں پیدا کیا گیا'' (بخاری) اسی طرح آپؐ نے ایک خاص موقع پر ایک حدیث میں نہایت ہی تاکید کے ساتھ ارشاد فرمایا کہ میں عبداللہ بن عبدالمطلب کا بیٹا ہوں، حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق (انس وجن) کو پیدا فرمایا تو مجھے اس میں سے بہترین مخلوق میں پیدا فرمایا، پھر اس بہترین مخلوق کے دو طبقے (ایک عرب دوسرا عجم) اللہ تعالیٰ نے بنائے اور مجھے ان دونوں طبقوں میں سے بہترین طبقہ (عرب) میں پیدا فرمایا، پھر اللہ تعالیٰ نے اس بہترین طبقہ کو مختلف قبیلوں اور قوموں میں تقسیم کیا اور مجھے ان قبائل میں سے بہترین قبیلہ (قریش) میں پیدا فرمایا پھر اللہ تعالیٰ نے اس بہترین قبیلہ کے مختلف گھرانے اور خاندان بنائے اور مجھے ان گھرانوں میں سے بہترین گھرانے (بنو ہاشم) میں پیدا فرمایا، تو میں ان (تمام مخلوق اور تمام عرب) میں ذات وحسب کے اعتبار سے بھی سب سے بہتر اور اعلیٰ ہوں اور خاندان اور گھرانوں کے اعتبار سے بھی سب سے اونچا ہوں''۔ (ترمذی) حقیقت یہ ہے کہ آپؐ تمام مخلوق میں نہایت ہی منتخب وچنیدہ فرد فرید ہیں، آپؐ نے ایک حدیث میں بڑی وضاحت کے ساتھ فرمایا ہے کہ ''اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں حضرت اسماعیل کو چنا، اور حضرت اسماعیل کو اولاد میں سے ''کنانہ'' کو چنا اور کنانہ کی اولاد میں سے قریش کو چنا اور قریش کی اولاد میں سے بنی ہاشم کو چنا نبی ہاشم میں سے مجھ کو چنا'' (مسلم و ترمذی) اسی طرح آپ ﷺ کا زمانہ قیامت تک آنے والے تمام زمانوں سے افضل و بہتر ہے۔ آپؐ کا ارشاد ہے کہ: ''سب سے بہتر زمانہ میرا زمانہ ہے''۔ (بخاری)

دنیا میں آپؐ کی فضیلت و برتری کی طرح آخرت میں بھی آپ ﷺ ہی تمام انسانی کمالات اور ساری عظمتوں کے مظہر اتم ہوں گے۔ روز قیامت آپ کو

بڑی فضیلت و برتری نمایاں سرداری و سربراہی اور بے مثال کمال وامتیاز حاصل ہوگا ایک حدیث میں ہے کہ ''قیامت کے دن میں تمام اولاد آدم کا سردار ہوں گا، اور سب سے پہلے قبر سے میں ہی اٹھوں گا نیز سب سے پہلے میں ہی شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت قبول ہوگی''۔ اسی طرح آپ کی امت کی تعداد تمام امتوں سے زیادہ ہوگی اور تمام اہل جنت کی مجموعی تعداد کا دو تہائی حصہ ہوگی، ایک حدیث میں آپ کا ارشاد ہے کہ: ''قیامت کے دن تمام پیغمبروں کی امتوں میں سے میری امت کی تعداد زیادہ ہوگی اور جنت کا دروازہ سب سے پہلے میں ہی کھلواؤں گا'' (مسلم) ایک دوسری حدیث میں بالکل واضح انداز میں فرمایا کہ قیامت کے دن جنت کے دروازے پر میں آؤں گا'' اور اس کو کھلواؤں گا تو جنت کا دربان پوچھے گا کہ آپ کون ہیں؟ تو میں کہوں گا کہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں، تب دربان کہے گا کہ مجھ کو حکم دیا گیا تھا کہ آپؐ سے پہلے کسی کے لئے دروازہ نہ کھولوں (مسلم) نیز آپ ہی تمام انبیاءؑ میں سب سے پہلے اپنی امت کو جنت میں داخل کئے جانے کی سفارش فرمائیں گے، ایک حدیث میں کہ ''جنت (میں داخل کئے جانے) کے سلسلہ میں سب سے پہلے ہی سفارش کرنے والا ہوں گا'' (مسلم) یہ حقیقت بھی قابل بیان ہے کہ آپؐ دنیا میں خاتم النبیین ہونے کے ساتھ ساتھ قیامت کے دن تمام انبیاء کرامؑ کے سردار بھی ہوں گے۔ ایک حدیث میں آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ ''روز قیامت میں تمام بنی آدم کا سردار ہوں گا اور میں یہ بات فخر کے طور پر نہیں کہتا، (قیامت کے دن مقام محمود میں) حمد کا پرچم میرے ہاتھ میں ہوگا اور میں یہ بات فخر کے طور پر نہیں کہتا، اس دن کوئی بھی نبی (خواہ) حضرت آدمؑ ہوں یا کوئی اور نبی) ایسا نہیں ہوگا جو میرے پرچم کے نیچے نہیں آئے گا'' (ترمذی) (مختصراً) اسی طرح آپؐ نے اس حقیقت کو یوں واضح فرمایا ہے کہ ''(قیامت کے دن) جب لوگوں کو دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جائے گا تو سب سے پہلے قبر سے میں نکلوں گا جب لوگ بارگاہ الٰہی میں پیش ہوں گے تو ان کی قیادت میں کروں گا، جب تمام لوگ خاموش ہوں گے تو میں ہی سب کا ترجمان ہوں گا، اور جب لوگوں کو ''موقف'' میں روک دیا جائے گا تو ان کی نجات وخلاصی کے لئے سفارش میں ہی کروں گا، اور جب لوگوں پر ناامیدی اور مایوسی چھائی ہوگی تو (اہل ایمان کو) مغفرت ورحمت کی بشارت دینے والا میں ہی ہوں گا''۔ (ترمذی و دارمی)

اسی طرح قیامت کے دن آپ کا بڑا اکرام اعزاز کیا جائے گا، خاص جنتی جوڑا پہنایا جائے گا اور آپؐ عرش الٰہی کے دائیں جانب امتیازی شان کے ساتھ کھڑے ہوں گے، ایک حدیث میں ہے کہ ''قیامت کے دن مجھے جنت کے جوڑوں میں سے ایک جوڑا پہنایا جائے گا اور پھر میں عرش کے دائیں جانب کھڑا ہوں گا، جہاں میرے علاوہ مخلوق میں سے کوئی اور مخلوق کھڑا نہیں ہوگا'' (ترمذی وجامع الاصول)

الغرض آپؐ اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں اور تمام انبیاءؑ اور انسانوں میں سب سے زیادہ فضیلت وشرف والے ہیں، ایک حدیث میں آپؐ نے حضرات صحابہ کرامؓ کی (فضیلت انبیاءؑ پر) گفتگو سن کر تمام حضرات انبیاءؑ کے اوصاف اور خصائص کا اعتراف فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ: ''خوب غور سے سن لو کہ اللہ تعالیٰ کا حبیب ہوں اور میں یہ بات فخر کے طور پر نہیں کہتا اور بلاشبہ تمام اگلے پچھلے (خواہ وہ انبیاءؑ ہوں دوسرے لوگ) سب ہی سے افضل اکرم ہوں اور میں یہ بات فخر کے طور پر نہیں کہتا''۔ (ترمذی مختصراً) ایک دوسری حدیث میں ہے کہ: ''قیامت کے دن شرف وکرامت اور جنت کی کنجیاں میرے تصرف میں ہوں گی، اس دن پروردگار کے نزدیک بنی آدم میں سب سے بزرگ اور اشرف میری ہی ذات ہوگی میرے پیچھے ہزاروں خادم پھرتے ہوں گے''۔ (ترمذی و دارمی)۔

مذکورہ بالا فضیلت وعظمت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمہ جہت اور متنوع فضیلتوں وعظمتوں کی مختصر جھلک ہے ورنہ قرآن وحدیث میں اور سیرت ومغازی کی کتابوں میں آپ کی خصوصیات وامتیازات بہت زیادہ تفصیل کے ساتھ بیان ہوئی ہیں، اللہ تعالیٰ سے نہایت ہی عاجزی کے ساتھ دعاء ہے کہ ہم تمام اہل ایمان کو آپؐ کے شایان شان اور آپ کی فضیلت وعظمت کے مطابق آپ کا پاس ولحاظ کرنے والا بنادے اور ہم تمام کی طرف سے آپ کو بہترین سے بہترین بدلہ عطا فرما کر آپ کو ''مقام محمود'' پر فائز فرمادے۔ (آمین یارب العالمین)

رَبَّنَا آتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيعَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُودَنِ الَّذِي وَعَدْتَهُ وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

☆☆☆☆☆

بصیرت افروز

قرآن کریم کا پُر جلال انداز بیان

علامہ ابن قیمؒ/ وصاف عالم ندوی

دنیا کے کتب خانوں میں بے شمار کتابیں موجود ہیں۔اور پڑھنے اور تحقیق کرنے والوں کی تعداد بھی کچھ کم نہیں ہے۔لیکن اگر کھلے دل سے ہر طرح کے تعصب وہٹ دھرمی سے ہٹ کر کوئی قرآن کریم کا بغور مطالعہ کرے تو قرآن کریم کا جو شاہانہ انداز بیان ہے وہ صاف بتادے گا کہ یہ کسی ایسی بڑی ذات ہی کا کلام اور اس کی کتاب ہے جو مختار کل ہے، پورا نظام کائنات اس کی مٹھی میں ہے اس کے باوجود وہ ایسا حلیم بھی ہے کہ اپنے باغیوں کو بھی ڈھیل دیتا آرہا ہے اور وقت مقررہ پر ان کو تباہ کر دیتا ہے۔جس کی مثالیں بھی اس نے قرآن میں بار بار اور جگہ جگہ بیان فرمائی ہیں۔علامہ ابن قیمؒ خلاصہ کے طور پر بیان کرتے ہیں کہ تم غور تو کرو کہ یہ کیسے زبردست بادشاہ کا کلام ہے اور اس کی نافرمانی کا کیا انجام ہے!۔(ادارہ)

علامہ ابن قیمؒ نے فرمایا کہ:

اگر آپ قرآن کریم کے انداز بیان پر غور کریں تو صاف محسوس ہوگا کہ خدا ہی وہ بادشاہ ہے جسکی بادشاہت سارے جہاں پر قائم ہے، تمام تعریفیں ساری ستائش اسی کے لئے زیبا ہیں۔دنیا وآخرت کے سارے معاملات کی باگ ڈور اسی کے ہاتھ میں ہے۔اسی کی ذات سارے معاملات کا سرچشمہ اور وہی سارے امور کا مرجع ہے۔وہ عرش پر متمکن ہے، اور دنیائے جہان کی کوئی چیز اس کی نظروں سے اوجھل نہیں اپنے بندوں کے دلوں میں چھپے ہوئے سارے رازوں سے باخبر ہے، ان کے تمام ظاہر وباطن کے اسرار سے باخبر ہے، مملکت کائنات کا سارا نظام تنہا وہی چلاتا ہے۔وہ سنتا ہے دیکھتا ہے۔وہی بندوں کو نوازتا بھی ہے۔اور معصیتا محروم بھی کرتا ہے وہی اچھے عمل کا اچھا بدلہ دیتا ہے اور بدی اور برائی پر سزا بھی۔وہ جسکی عزت وعظمت چاہتا ہے اسکو بلند کر دیتا ہے اور جسکو چاہتا ہے ذلیل خوار کر دیتا ہے۔وہی روزی دیتا ہے۔وہی موت وحیات کا مالک ہے۔وہی فیصلے کرتا ہے۔وہی نظام عالم کی تدبیر کرتا ہے۔سارے چھوٹے بڑے معاملات اسی کی طرف سے نازل ہوتے ہیں، پھر اسی کی طرف لوٹتے ہیں۔کائنات میں ایک پتہ بھی اس کے حکم کے بغیر حرکت نہیں کرتا نہ کوئی ذرہ اپنی جگہ سے ہل سکتا ہے۔

قرآن کریم میں غور کیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے خود اپنی کیسی تعریف کی ہے اور اپنی بزرگی کو کتنا کھول کر بیان کیا ہے اور اس شانِ عالی کے ساتھ کس طرح اپنے بندوں کی خیر خواہی کی ہے۔خیر وشر کے دونوں راستوں کو کیسے کھلے ہوئے انداز میں بیان کیا ہے، کامیابی وسعادتمندی کی باتوں کا کیسا شوق دلایا ہے۔ہلاکت وبربادی کے اسباب سے کسطرح خبردار کیا ہے۔اپنے اسماء وصفات کا کیسا مفصل تعارف کرایا ہے۔یہ بھی غور کیجئے کہ اپنی نعمتوں اور نوازشوں کا بار بار تذکرہ کر کے بندوں کے لئے اپنی ذات کو کس طرح محبوب بنا دیتا ہے اور اس کے جن احکامات کی تعمیل وتکمیل لازمی ہے ان احکامات کا حکم کس انداز میں فرماتا ہے۔

احکامات شریعت کی خلاف ورزی پر اپنی سخت سزاؤں سے ڈراتا ہے اور بار بار اس بات کا تذکرہ بھی کرتا ہے کہ اگر بندے اطاعت اور فرمانبرداری کا ثبوت دیں گے تو اللہ تعالیٰ اپنی نوازشات سے نہال کر دیں گے۔اور اگر انکار وسرکشی کی راہ اپنائیں گے تو دردناک عذاب میں مبتلا کریں گے اور یہ بھی بتادیا کہ اللہ تعالیٰ کا معاملہ اپنے محبوب ووفادار کے ساتھ کیا ہوگا اور بے وفا ونافرمانوں کے ساتھ کیسا دل دہلانے والا عذاب ہوگا۔اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کے اعمال صالحہ اور اخلاق عالیہ سے خوش ہوکر ان کی تعریف کرتا ہے اور اپنے نافرمانوں کی نافرمانیوں اور بداعمالیوں سے ناراض ہوکر ان سے اپنی بیزاری ظاہر کرتا ہے۔بندگان عالم کی آسانی کی خاطر انسانوں کو دو دو چار کی طرح سمجھانے کے لئے مختلف مثالیں بیان کرتا ہے۔اپنے فرمان کو دلوں میں اتارنے کے لئے طرح طرح کی مثالوں، دلیلوں سے کام لیتا ہے۔باطل پرستوں اور اپنے احکام کی مخالفت کرنے والوں کے اعتراض واشکال کا بھرپور جواب دیتا ہے۔سچوں کی تصدیق اور جھوٹوں کی تردید فرماتا ہے۔حق وصداقت کو بیان فرماتا ہے۔صحیح راستہ کی رہنمائی کرتا ہے۔امن وسلامتی کا گہوارہ جنت الخلد حاصل کرنے کا شوق دلاتا ہے۔جنت کی صفات، اس کا حسن وجمال اور وہاں کی راحتوں، نعمتوں کو بیان کرتا ہے۔ہلاکت وبربادی کے گھر دوزخ سے خبردار کرتا ہے۔اس کے المناک عذاب، وہاں کی دردناک مصیبت وکلفت اور خوفناک انجام کو بیان کرتا ہے۔اپنے بندے کو بار بار یاد دلاتا ہے کہ وہ اپنے اس مالک حقیقی کا کتنا محتاج ہے اس کی ذات سے گھڑی بھر کے لئے بھی وہ بے نیاز نہیں ہوسکتا۔مگر خود اس کی ذات انسانوں اور ساری مخلوقات سے کسقدر بے نیاز ہے، تنہا اسی کی ذات بے نیاز ہے، باقی ساری مخلوق اسکی محتاج وضرورتمند ہے۔دنیا میں خیر کا ایک ذرہ بھی اگر کسی کو پہنچتا ہے تو وہ محض اللہ کے فضل وکرم کا نتیجہ ہوتا ہے اور اگر کسی کو معمولی سی معمولی تکلیف ومصیبت پہنچتی ہے تو وہ بھی اسی کی طرف سے ہوتی ہے۔

قرآن پڑھنے والے کو محسوس ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کی بھی کبھی تنداندازمیں اور کبھی لطیف پیرایۂ بیان میں فہمائش کرتا ہے ساتھ ہی ساتھ ان کی لغزشوں، غلطیوں سے درگذر بھی فرماتا ہے ان کے عذر ومعذرت اور منت وسماجت کو قبول کرتا ہے اور ان کے فساد وبگاڑ کی اصلاح بھی۔اپنے محبوب کا دفاع بھی کرتا ہے اور ان کی حمایت بھی، نامساعد حالات میں ان کی دستگیری اور دلداری بھی، تمام مصیبتوں اور زمانہ کی گردشوں سے انھیں عافیت بھی دیتا ہے۔اور ان کے مصالح کی حفاظت وکفالت بھی۔اور ان سے کئے ہوئے وعدوں کا ایفاء بھی، وہی ان کا کارساز ودوست ہوتا ہے اس کے سوا ان کا کوئی کارساز نہیں۔وہی ان کا مولی اور حقیقی دوست ہے، وہی ان کے دشمنوں کے مقابلہ میں ان کا محافظ ومددگار ہے۔وہ کیا ہی خوب آقا اور کیا ہی خوب کارساز ومددگار ہے۔جب قرآن کریم میں بندوں کے قلوب ایک ایسے عظیم بادشاہ کو پاتے ہیں جسکی بے پایاں سخاوت ہر سو نظر آتی ہے جسکی بے شمار رحمتیں، برکتیں سارے عالم میں جلوہ گر ہیں۔جسکی ذات اقدس کی عظمت ساری عظمتوں پر غالب ہے تو پھر آخر کیوں نہ اسکی محبت میں اپنی ہر سانس کا نذرانہ پیش کر دیں۔آخر کیوں نہ انھیں اسکی ذات کے آگے سارا عالم ہیچ معلوم ہو اور کیوں نہ اسکی خوشنودی ساری خوشنودیوں پر غالب ہو اور کیوں نہ اس کے ذکر میں رطب اللسان ہو۔حتی کہ اسکی محبت، اس کا شوق، اس سے انسیت ان کے لئے تقویت کا سبب اور ان کی غذا ودوا بن جائے۔اور اگر خدانخواستہ اس میں کوئی کمی کوتاہی ہوجائے تو یہ دل بیقراری وبے کلی محسوس کرے اور اس روحانی غذا سے محروم ہوجائے تو فساد وہلاکت کا شکار ہوجائے۔اور یہ زندگی اس کے لئے بوجھ بن جائے۔

☆☆☆☆☆

عمدہ طباعت بہترین کاغذ خوبصورت سرورق

۱۔تمرین الصرف	Rs.25./=
۲۔تمرین النحو	Rs .25./=
۳۔علم التصریف	Rs .40./=
۴۔شذا العرف	Rs.100./=
۵۔معلم الانشاء اول	Rs .45./=
۶۔معلم الانشاء دوم	Rs.45./=
۷۔معلم الانشاء سوم	Rs.45./=
۸۔مختارات اول	Rs.60./=
۹۔مختارات دوم	Rs.60./=
۱۰۔منشورات	Rs.60./=
۱۱۔الادب العربی	Rs.60./=
۱۲۔تہذیب الاخلاق	Rs.80./=
۱۳۔الفقہ المیسر	Rs.60./=
۱۴۔شرح شذور الذھب	Rs.80./=
۱۵۔شرح قطر الندیٰ	Rs.70./=
۱۶۔دیوان الحماسہ اول	Rs.100./=
۱۷۔دیوان الحماسہ دوم	Rs.100./=
۱۸۔تاریخ ندوۃ العلماء اول	Rs.100./=
۱۹۔تاریخ ندوۃ العلماء دوم	Rs.120./=
۲۰۔اصول الشاشی	Rs.60./=
۲۱۔علم اصول الفقہ	Rs.60./=
۲۲۔مبادی علم اصول الفقہ	Rs.12./=
۲۳۔شرح العقیدہ الطحاویہ	Rs.30./=
۲۴۔العقیدۃ السنیہ	Rs.14./=
۲۵۔رسالۃ التوحید	Rs.35./=

ناشر

مجلس صحافت ونشریات، ٹیگور مارگ، ندوۃ العلماء، لکھنؤ

اسلام اور مسلمان

جنوبی کوریا میں دعوت اسلام کے امکانات روشن

ڈاکٹر عبدالوہاب ندوی (مفتی کوریا)

جنوبی کوریا کی تاریخ سے اشارہ ملتا ہے کہ دوسرے پڑوسی ملکوں کی طرح یہاں بھی اسلام تاجروں کے ذریعے پہنچا۔ ۱۹۵۰ء میں شمالی اور جنوبی کوریا کے درمیان جنگ کے دوران اقوام متحدہ کی فوجوں کے ضمن میں ترک افواج کے وہاں پہنچنے سے عالم اسلامی کے ساتھ جنوبی کوریا کے تعلقات نے ایک نیا موڑ لے لیا۔ ۱۹۵۶ء میں ترک فوجوں نے ایک شاندار مسجد تعمیر کی۔ یہی وہ موقع تھا جب جنوبی کوریا کے باشندے دل کی پوری آمادگی کے ساتھ قبولیت اسلام کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۹۶۳ء میں باقاعدہ طور پر کوریائی اسلامک فیڈریشن کا قیام عمل میں آگیا جنوبی کوریا میں دعوت اسلام کے امکانات سے متعلق مفتی کوریا ڈاکٹر عبدالوہاب ندوی سے یہ انٹرویو ہفت روزہ مشہور کویتی مجلّہ ''المجتمع'' کے نمائندے ''اسراء البدر'' نے لیا تھا۔ (ادارہ)

سوال: جنوبی کوریا میں اسلام کب پہنچا اور اس کے پیچھے کون لوگ تھے؟

جواب: صحیح بات یہ ہے کہ جنوبی کوریا میں باقاعدہ طور پر سب سے پہلے اسلام ترک فوجی دستے کے ذریعے پہنچا جو اقوام متحدہ کی فوجوں کے ساتھ وہاں گیا ہوا تھا۔ یہ فوجی دستہ وہاں ۱۷ اکتوبر ۱۹۵۰ء میں پہنچا۔ چونکہ ترکی ایک اسلامی ملک ہے، اس لئے فوجی دستے کے ساتھ ائمہ اور دینی رہنما بھی بھیجے گئے تھے۔ ترک فوجیں جس جگہ قیام کرتیں وہیں فوجی کیمپ کے قریب ایک خیمہ نماز کے لئے بھی نصب کردیا جاتا۔ کپڑوں کا بنایہ خیمہ ہی مسجد ہوتا تھا اور یہی دعوتی مرکز بھی ہوتا جہاں سے نور ایمان کی شعاعیں پھیلتی تھیں۔ اللہ جل شانہ کا کرنا ایسا ہوا کہ کچھ ہی دن بعد اس خیمہ مسجد کے دعوتی مرکز کی زیارت کے لئے بعض کوریائی یہاں پہنچے۔ ان کے یہاں آنے کا مقصد اسلام کا تعارف حاصل کرنا تھا۔ اس مسجد کے امام ''شیخ زبیر کوش'' نے بڑی گرمجوشی سے ان کوریائی زائرین کا استقبال کیا اور بڑی وضاحت سے اسلام کے بارے میں انہیں بتایا۔ ان میں سے تین لوگوں نے تو فوراً اسلام قبول کرلیا۔ جن کے نام عمر، محمد اور صبری رکھے گئے تھے۔ ان میں سے محمد پہلے کوریائی امام کی حیثیت سے معروف ہوئے۔ میں نے ۱۹۸۲ء میں ان سے ملاقات کی تھی۔ میں اس وقت دعوت وارشاد کے دفتر کا انچارج تھا ملائشیا کے اس وقت کے وزیراعظم ٹنکو عبدالرحمن نے جنوبی کوریا کے دورے کے موقع پر ان کے ساتھ نمازادا کی اور جنوبی کوریا کے دارالسلطنت سیول میں ایک مسجد تعمیر کرنے کے لئے اور ''جمعیت اسلامی'' کی تاسیس کے لئے ایک بڑی رقم بطور چندہ دی تھی۔ یہ تقریباً ۱۹۶۵ء کی بات ہے۔ ۱۹۶۵ء میں ہی اقوام متحدہ کے پروگرام کے تحت پاکستان سے سرکاری طبی وفود آئے۔ ان وفود نے جنوبی کوریا کے لوگوں میں ایمان کے عناصر مضبوط کرنے اور انہیں تقویت دینے میں بڑا اہم رول ادا کیا۔

انھوں نے مختلف جہتوں سے روپے جمع کر کے ان کے لئے ایک مسجد بنائی اور ایک اسلامی جمعیت کی بنیاد رکھی لیکن یہ جمعیت کامیاب نہ ہوسکی۔ ادھر کوریائی مسلمانوں نے اپنی جدوجہد جاری رکھی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ موقع فراہم کیا کہ انھوں نے اسلامی ممالک سے مالی تعاون حاصل کرنے کے لئے ایک وفد تیار کرلیا۔ وفد نے خلیجی ممالک کا دورہ کیا اور انہیں اتنا زیادہ مالی تعاون ملا کہ مسلمانوں نے سیول میں ایک بڑی جامع مسجد تعمیر کرڈالی واضح رہے کہ مسجد کے لئے زمین حکومت کوریا نے مہیا کی تھی۔ اس مسجد کا افتتاح ۱۹۷۶ء میں ہوا۔ اس طرح الحمدللہ مشرق بعید میں اسلام پھیلا اور اس کی بنیادیں مضبوط ہوئیں۔ پھر تو کوریا کے بڑے شہروں میں تعمیر مساجد کا ایک سلسلہ شروع ہوگیا۔ لیبیا کے ڈاکٹر فلاح نے بوسان شہر میں ایک مسجد اپنے خرچ پر تعمیر کی۔ اس مسجد کی تعمیر کا کام ۱۹۸۰ء میں مکمل ہوا۔ یہ مسجد ابھی تک اپنا رول ادا کررہی ہے۔ اسی طرح ۱۹۸۲ء میں دارالسلطنت سیول سے قریب ''کوانجو'' کے علاقے میں ایک مسجد کی تعمیر کا خرچ کویت کے محمد ناصر حمھان نے اپنے ذمے لے لیا۔ موصوف اس وقت

کویت میں اوقاف واسلامی امور کی وزارت میں انڈر سکریٹری تھے۔ ۱۹۸۵ء میں مصر کے ایک سرمایہ دار عبداللطیف شریف نے مجھے ایک بڑی رقم مسجد کی تعمیر کیلئے دی۔ میں نے کوریائی مسلمانوں کے ذریعے اس رقم سے مسجد تعمیر کروائی۔ ہم نے اس کا نام مسجد ابوبکر صدیق اور اسلامی سنٹر رکھا ہے۔ اللہ کے فضل سے اس مسجد ومرکز کی دعوتی سرگرمیاں پورے جنوبی کوریا میں سب سے زیادہ ہیں۔

سوال: جیسا کہ آپ نے بتایا کہ آپ جنوبی کوریا میں دعوت کا کام ۱۹۸۴ء سے انجام دے رہے ہیں اور فی الحال آپ وہاں مسلمانوں کے مفتی بھی ہیں۔ اس لئے بجا طور پر آپ سے یہ سوال کیا جاسکتا ہے کہ کوریائی قوم کے قبولیت اسلام کے رجحان کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب: دراصل کوریائی قوم مختلف طرح کے معتقدات کی حامل ہے۔ ان میں کوئی بدھسٹ ہے، کوئی کونفوشیش (آباء واجداد کی ارواح کی تقدیس) کا قائل ہے۔ کچھ لوگوں کا عقیدہ ہے کہ خیر وشر کے الگ الگ خدا ہیں لیکن ان کی غالب اکثریت کا نہ کوئی مذہب ہے نہ کوئی عقیدہ۔ ایسے لوگوں کو جب اپنی شخصیت میں کوئی کمی محسوس ہوتی ہے تو وہ کسی بھی مذہب سے اپنا تعلق ظاہر کرنے لگتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایک کوریائی شخص کے لئے کسی دین کی دعوت قبول کرنا آسان ہے بشرطیکہ اس کے سامنے یہ بات واضح ہوجائے کہ اس کے قبول کرنے میں اس کا اپنا مفاد ہے۔ اب یہ ہماری ذمے داری ہے کہ ہم لکچرز کے ذریعے ان کے سامنے اسلام کی حقیقت بیان کریں اور خالق کائنات اور اس کی صفات کی تشریح اس طرح کریں کہ ہماری زندگی میں جو نعمتیں ہمیں حاصل ہیں وہ سب اسی ایک خدا کی نوازش ہیں، اسلام کے اس عقیدۂ صافی کی وضاحت کریں جس کے لئے انبیاء ورسل بھیجے گئے تھے۔ اس کے علاوہ ان کے سامنے دین اسلام کے محاسن بیان کرنے کی بھی ضرورت ہے۔ اس کام کے لئے ہم اجتماعات منعقد کراتے ہیں اور مسلم وغیر مسلم سب کو ان میں شرکت کی دعوت دیتے ہیں۔ اس کا بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ سماج کے مختلف طبقات کے درمیان اچھے تعلقات استوار ہوتے ہیں اور شرکاء میں سے ہر ایک کو دوسرے سے مانوس ہونے کا موقع ملتا ہے۔ ہمارے لئے یہ بات بڑی خوش آئند ہے کہ کوریائی باشندوں کی ایک بڑی تعداد (جو مرد وخواتین پر مشتمل ہے) ہر سال مشرف بہ اسلام ہوتی ہے۔ ان نومسلموں کا تعلق سماج کے ہر طبقے سے ہوتا ہے اور وہ سب اسلامی عقیدے کی خوبیوں اور اس کے عملی ارکان (نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج) سے متاثر ہوکر دل کی پوری آمادگی سے اسلام قبول کرتے ہیں۔

سوال: کوریا میں کتنے اسلامی مراکز اور کتنی مساجد ہیں؟

جواب: مختلف شہروں میں چھ بڑی مسجدیں ہیں جن کے نام سیول (دارالسلطنت) بوسان جہاں کوریا کی سب سے بڑی بندرگاہ ہے ''جنجو'' جو ملک کے وسط میں واقع ہے۔ ان کے علاوہ دارالسلطنت سیول سے قریب 'کوانجو' شہر میں بڑی مسجد ہے۔ اسی طرح سیول کے قریب ہی ایک شہر ''اینانج'' ہے وہاں بھی ایک بڑی مسجد ہے۔ ان شہروں میں بہت سے چھوٹے چھوٹے اسلامی مراکز اور مصلے (نمازگاہیں) ہیں جنمیں بنگلہ دیش، پاکستان، انڈونیشیا، ہندوستان اور ملائشیا کے مزدوروں اور تاجروں نے قائم کیا ہے۔ پورے ملک میں ۷۰ سے زیادہ ایسے مصلے (نماز گاہیں) ہیں جہاں نماز پنجگانہ کے علاوہ جمعہ اور عیدین کی نمازیں بھی پابندی سے قائم کی جاتی ہیں اور ہر ایک میں درس قرآن کا التزام ہے۔ ان مسجدوں کی طرف ہمارا برابر دورہ ہوتا رہتا ہے۔

سوال: زبان کے مسئلے پر آپ نے کیسے قابو پایا؟

جواب: جب میں نے سرزمین کوریا میں دعوت کا آغاز کیا تو بالکل شروع ہی میں اللہ تعالیٰ نے میرے لئے ایسے کوری نوجوان مہیا کردیئے جو عربی زبان اچھی طرح بول لیتے تھے۔ ان کے نام قمرالدین اور سلیمان ہیں۔ ہم تینوں نے مل کر ایک دعوتی گروپ بنایا۔ سلیمان ملاقاتوں کا پروگرام طے کرتا تھا۔ میں لوگوں سے گفتگو اور انہیں دعوت دینے کا کام کرتا تھا اور قمرالدین ترجمے کی ذمے داری سنبھالے ہوئے تھا۔ پھر میں نے کوریائی زبان سیکھنی شروع کی۔ میں ہر موقع پر کوریائی زبان کے الفاظ سیکھنے اور یاد کرنے کی کوشش کرتا تھا۔ بالآخر اللہ تبارک وتعالیٰ کی مدد شامل حال ہوئی اور میں نے کوریائی زبان سیکھ لی، میں نے اسلامی عقیدے کے موضوع پر کوریائی زبان میں متعدد کتابیں لکھی ہیں۔ مزید برآں میں نے کوریا کے باشندوں کی نفسیات کو سامنے رکھ کر نومسلموں اور غیر مسلموں کے لئے کتابیں لکھی ہیں، جن کی

مجموعی تعداد بیس سے زیادہ ہے۔

سوال: کیا کوریائی نسل کے مسلمانوں میں عربی زبان سیکھنے کا شوق پایا جاتا ہے اور کیا وہاں کوریائی زبان میں اسلامی کتب موجود ہیں؟

جواب: بہت سے کوریائی لوگ اسلام قبول کرنے سے پہلے مجھ سے عربی زبان سیکھنے کی خواہش کرتے ہیں اور وہ کوریائی باشندے جو کوریائی زبان کے ذریعے عربی ملکوں میں کام کررہے ہیں وہ سب سے زیادہ عربی زبان سیکھنے کے متمنی رہتے ہیں ہم اپنے طور سے اسلامی مراکز میں عربی سکھانے کا پروگرام جاری کئے ہوئے ہیں، اس پروگرام کا مقصد کوریائی باشندوں کے درمیان اسلامی ثقافت کو فروغ دینا ہے۔ میں نے عربی سکھانے کے لئے ایک کتاب بھی لکھی ہے جس کے ذریعے کوریا کے مسلمانوں اور غیر مسلموں کی ایک بڑی تعداد نے عربی زبان سیکھ لی ہے۔ کوریا میں اسلام سے متعلق مختلف موضوعات پر متعدد کتابیں انگریزی زبان سے ترجمہ ہوئی ہیں۔ جو ان کی کافی حد تک ضرورت پوری کرتی ہیں۔

سوال: کیا مساجد ومراکز اسلامی کے لئے مسلم ملکوں سے مالی تعاون ملتا ہے؟

جواب: سعودی عرب، کویت اور ان کے علاوہ دوسرے خلیجی ملکوں سے صرف سیول کی جامع کبیر کے لئے امداد آتی ہے۔ اس کے علاوہ دوسری مساجد جو دوسرے شہروں میں ہیں ان کے جملہ اخراجات وہاں مقیم غیر ملکی مسلم باشندے برداشت کرتے ہیں۔

سوال: کوریائی باشندوں کے قبول اسلام کے بعد ان کی تربیت کا آپ کے پاس کیا انتظام ہے؟

جواب: ہم ان کے درمیان متعدد تعلیمی وثقافتی پروگرام منعقد کرتے رہتے ہیں۔ ان پروگراموں میں عقیدۂ اسلامی سے متعلق امور کی شرح وتوضیح پر خاص توجہ دی جاتی ہے۔ نومسلموں کو عربی زبان سکھانے کا بھی اہتمام کیا جاتا ہے تاکہ وہ نماز میں قرآن پاک پڑھ سکیں۔ میں یہ بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ جب کوئی کوریائی اسلام قبول کرتا ہے تو ہم اس کو دوماہ کے لئے طہارت اور نماز وغیرہ کے مسائل کی تربیت کا اہتمام کرتے ہیں۔ اس تربیتی کورس میں بعض اہم اسلامی تعلیمات کی وضاحت کردی جاتی ہے۔

(ترجمانی: عبدالحلیم فلاحی)

☆☆☆☆☆

مجلس تحقیقات ونشریات اسلام کی جدید و دیدہ زیب طباعت

۱۔ سیرت سید احمد شہیدؒ

از حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

حضرت سید احمد شہیدؒ کی مفصل سوانح حیات، آپ کے اصلاحی، تجدیدی کارنامے، اور غیر منقسم ہندوستان کی سب بڑی تحریک جہاد، تنظیم اصلاح وتجدید اور احیاء خلافت کی تاریخ

قیمت جلد اول: Rs.250 قیمت جلد دوم: Rs.250

۲۔ ارکان اربعہ

از حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

☆ اسلامی عبادات کتاب وسنت کی روشنی میں علمی، تحقیقی، تقابلی مطالعہ کے ساتھ

☆ نماز، زکوٰۃ اور حج کے اسرار ومقاصد کا بیان ☆ اسلامی عبادت کے حقیقی فوائد وثمرات کی تشریح

☆ انسانی زندگی پر ان کے اثرات ونتائج کا جائزہ

قیمت: Rs.120 **طلبہ کے لیے خصوصی رعایت**

ناشر: مجلس تحقیقات ونشریات اسلام، ندوۃ العلماء، پوسٹ بکس ۹۳، لکھنؤ

سوال وجواب

مفتی محمد ظفر عالم ندوی

سوال: اگر زچہ بچہ کی جان کو زچگی کے وقت خطرہ ہو اور ڈاکٹر آپریشن ضروری قرار دیں اور مرد ڈاکٹر آپریشن کریں جس میں بے پردگی ہوتی ہے تو کیا شرعاً اسکی اجازت ہوگی؟

جواب: اسلامی شرع میں بلاشبہ پردہ کی بڑی تاکید ہے اور حتی المقدور اس پر عمل کرنا واجب ہے لیکن جہاں بے پردگی کے سوا کوئی چارہ نہ ہو تو لیڈی ڈاکٹر سے رجوع کرنا چاہئے اگر لیڈی ڈاکٹر میسر نہ ہوں تو پھر بقدر ضرورت مرد ڈاکٹر سے مدد لینے کی گنجائش ہوگی، فقہاء نے بوقت ضرورت اسکی اجازت دی ہے (حاشیہ صحیح البخاری: ۱/۴۰۳)

سوال: کیا نرسنگ کا کام مسلم خواتین کرسکتی ہیں، آج کل اسپتالوں میں مسلمان عورتیں بھی اس کام پر مامور ہوتی ہیں اور یہ کھلی بات ہے کہ بے پردگی بھی ہوتی ہے اور اس سے بچنا دشوار ہے کیا شرعاً اسکی اجازت ہے؟

جواب: اگر عورتیں نرسنگ کا کام عورتوں کے وارڈ میں انجام دیں اور اسلامی احکام وپردے کا لحاظ کریں تو بلاشبہ اسکی اجازت ہوگی لیکن مردوں کے وارڈ میں بے پردگی کے ساتھ شرعاً اسکی اجازت نہیں ہوگی البتہ معمولی حالات میں جیسے جنگ وغیرہ یا آسمانی وزمینی آفات کے موقع سے جہاں مرد مرہم پٹی اور زخموں کی تیمارداری کیلئے فراہم ہوں تو عورتیں بھی پردہ کے ساتھ یہ کام انجام دے سکتی ہیں، بخاری شریف میں یہ روایت موجود ہے کہ رسول اللہ صلی ﷺ کے زمانہ میں جنگ کے موقع سے عورتیں زخمیوں کی مرہم پٹی کے کام میں مدد کرتی تھیں (بخاری شریف: ۱/۴۰۳)

سوال: موجودہ دور میں عورتوں کی طرح مرد بھی بلڈ پریشر ہارٹ گلے میں استعمال کرتے ہیں کیا شرعاً اسکی اجازت ہے؟

جواب: ہار پہننے میں عورتوں سے مشابہت ہے، رسول اللہ صلی ﷺ نے عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے (ابوداؤد، حدیث: ۴۰۳۱) اسلئے مردوں کو ہار کے بجائے مقناطیسی پٹے ہاتھ میں باندھنا چاہئے اس سے بھی بلڈ پریشر پر کنٹرول میں مدد ملتی ہے۔ گویا ہار کا بدل موجود ہے اسلئے مردوں کیلئے ہار کا استعمال مکروہ ہے۔

سوال: کیا کسی مسلمان کے لئے خون چڑھانا درست ہے جبکہ خون نجس ہوا کرتا ہے؟

جواب: خون بلاشبہ نجس ہوتا ہے اور انسانی جسم کا ایک جزء ہوا کرتا ہے اسی لئے عام حالات میں اس کا جسم میں چڑھانا جائز نہیں لیکن اگر ایسی صورت ہو کہ جان کا بچانا خون چڑھانے ہی سے ممکن ہو تو شرعاً اسکی اجازت ہے فقہاء نے بر بنائے ضرورت اسکی اجازت دی ہے (فتاویٰ ہندیہ: ۵/۳۵۵)

سوال: کیا مریض کو خون دیا جاسکتا ہے؟

جواب: اگر مریض کی جان خون چڑھائے بغیر بچانا ممکن نہ ہو تو ایسی صورت میں رضا کارانہ طور پر خون دیا جاسکتا ہے البتہ خون کا بیچنا جائز نہیں ہے البتہ بطور عطیہ خون نہ ملے اور بلا معاوضہ کوئی خون دینے کیلئے تیار نہ ہو تو مجبوراً خون خریدنا جائز ہوگا لیکن خون کا بیچنا جائز نہیں (جواہر الفقہ: ۱/۳۶)

سوال: کیا بلڈ بینک میں خون جمع کیا جاسکتا ہے؟ آج کل بعض مسلم تنظیموں کی طرف سے اسکی ترغیب دی جاتی ہے تو کیا وہاں جاکر خون جمع کرنے کی شرعاً اجازت ہے؟

جواب: بلڈ بینک میں اسوقت بطور عطیہ خون جمع کیا جاسکتا ہے جبکہ یقینی طور سے معلوم ہو کہ یہ خون ضرورتمند مریضوں ہی کو ان کی جان بچانے کیلئے دیا جاتا ہے ورنہ نہیں اگر کوئی ماہر مسلم ڈاکٹر کسی مریض کیلئے جسم میں خون چڑھانے کو ضروری قرار دے تو ایسے مریض کو بلا معاوضہ رضا کارانہ طور پر خون دینے کی اجازت ہوتی ہے تو اس مقصد کے لئے بلڈ بینک میں خون جمع کیا جاسکتا ہے (فتاویٰ ہندیہ ۵/۳۵۵)

سوال: ولادت کے موقع کی پریشانی کے پیش نظر اگر کوئی عورت حمل ساقط کرائے تو شرع میں اسکی گنجائش ہے یا نہیں؟

جواب: اگر حمل سے ماں کی جان کو خطرہ یا شدید نقصان کا اندیشہ نہ ہو اور نہ پیدا ہونے والے بچہ کے بارے میں اس کا اندیشہ ہو بلکہ زچگی کے وقت کی پریشانی سے حمل ساقط کرایا جائے تو یہ گناہ کبیرہ ہے اور تمام فقہاء کے نزدیک ممنوع اور حرام ہے۔ (فتح العلی المالکی: ۱/۳۹۹)

☆☆☆☆☆

تعارف وتبصرہ

میزاب رحمت-ایک مطالعہ

مدیر مسئول

نام کتاب: ''میزاب رحمت'' (مجموعہ کلام)
از: حضرت مولانا سید محمد ثانی حسنیؒ
ناشر: مکتبہ اسلام، رؤف مارکیٹ، گوئن روڈ۔ امین آباد۔ لکھنؤ
قیمت: ایک سو بیس روپے Rs.120

مجموعۂ کلام کا نام ''میزاب رحمت'' ہے۔ خیال آیا کہ بعض لوگوں کو مبالغہ معلوم ہوگا لیکن جب ان کے ''میزاب رحمت'' کے نیچے بلک بلک کر رونے اور آہ وبکا کا حال سامنے آیا تو دل نے کہا یہی نام سب سے موزوں ہے کہ جس خوش نصیب کو ''میزاب رحمت'' کے نیچے دعا مانگنے کی سعادت نصیب ہوتی ہے اس کا دل ایسا کھلتا ہے کہ وہ اپنے ساتھ والدین، اعزہ واقرباء، دوست واحباب، امت مسلمہ، عام مسلمانوں، مظلوموں اور دکھیاروں سبھی کے لئے آنسو بہاتا ہے، مولانا محمد منظور نعمانیؒ جیسی شخصیت نے جب حج کا ارادہ فرمایا تو ان کو خیال ہوا کہ کوئی ایسا رفیق ملے جو حج کر چکا ہو اور اس کی رہنمائی میں مناسک حج ادا ہوں، مولانا کی نظر انتخاب مولانا سید محمد ثانیؒ پر پڑی جو اپنے خال معظم، نانی، والدہ اور خالہ کے ساتھ حج کر چکے تھے اور اس مقدس سرزمین میں کئی ماہ گزار چکے تھے۔

مولانا نعمانیؒ فرماتے ہیں (جس کا ذکر مولانا عبداللہ عباس ندویؒ نے کتاب کے گرانقدر مقدمہ میں کیا ہے) کہ:

''جب مناسک حج سے فارغ ہوا اور مکہ مکرمہ سے نکلنے کا وقت آیا، طواف کیا اور ''میزاب رحمت'' کے نیچے دعا کے لئے ہاتھ اٹھایا تو دعا میں کوئی کیف نہیں پیدا ہو رہا تھا، بے چینی تھا کہ یہ روانگی کا وقت ہے اور دل کا یہ حال۔ تھوڑی دیر بعد ایک نوجوان کے بلک بلک کر رونے کی آواز کان میں پڑی، اس آواز کا کان میں پڑنا تھا کہ دعا میں کیفیت پیدا ہوگئی، میں دعا سے فارغ ہوگیا اور وہ نوجوان بدستور گریہ وزاری کرتا رہا، دیکھا تو وہ ہمارے مولانا ثانیؒ تھے جن کی عمر اس وقت کل (۲۲) یا (۲۳) سال کی رہی ہوگی۔

''میزاب رحمت'' میں سے چند نمونوں ہی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ ہم پہلے حمد سے ابتداء کرتے ہیں، مولانا مرحوم فرماتے ہیں ۔

گلستاں کے گل و لالہ و نسترن
سوسن و جوہی بیلا گل و نسترن
کامنی اور گلہائے رشک چمن
ان کو پہنائے تو نے حسیں پیرہن
ان گلوں سے مہکتا ہے گلشن تمام
پاک تیری صفت پاک تیرا ہے نام

بہت کچھ کہہ کر پھر ادب سے کہتے ہیں ۔

حمد تیری خدا ختم کرتے ہیں ہم
بادل مضطرب اور باچشم نم
عرض کرتے ہیں ہم کھا کے تیری قسم
حمد گر ہم کریں عمر بھر دم بہ دم
زندگی ہو تمام حمد ہو ناتمام
پاک تیری صفت پاک تیرا ہے نام

ان کی نعتیں بھی عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا حسین گلدستہ ہیں کہ پڑھنے والا پڑھتا جائے اور گرم گرم آنسوؤں سے اپنا دامن تر کرتا جائے۔ مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کی شاہکار تصنیف ''کاروان مدینہ'' کے تمثیلی مشاعرہ میں تحریر ہے:

''آخر میں سامعین کے ذہن میں حضرت عزیز صفی پوریؒ کی فارسی نعت تازہ ہوئی جس کا مطلع ہے ۔

کشت بے تیغم بعشوہ ترک نازک پیکرے
خوش بیانے مہربانے جان جانے دل برے

اس وقت ایک صاحب ذوق نے یاد دلایا کہ مولوی محمد ثانیؒ نے اردو میں اس پر تضمین کی ہے، اس پر اس مجلس کا اختتام کیا جائے۔ شیخ محمد ثانیؒ کے سامنے آئی اور انہوں نے اپنی حسب ذیل تضمین سنائی ۔

خاک کا یہ ذرہ ذکر مہوشاں کیسے کرے
عشق کے راز نہاں کو وہ عیاں کیسے کرے
مدح آقا کی گدائے بے نشاں کیسے کرے
مشک سے دھوئے زبان کو پھر بیاں ایسے کرے
کشت بے تیغم بعشوہ ترک نازک پیکرے
خوش بیانے مہربانے جان جانے دل برے

نعت طویل ہے چند اور اشعار پر اکتفا کیا جاتا ہے ۔

تو ہے بحر بیکراں اور میں ذرا سی آبجو
اے سراپا نور تو ہے دوجہاں کی آبرو
مرجا صلِ علی جانِ جہانِ رنگ و بو
قیصریت تیری آمد سے ہوئی ہے زرد رو

کفر سوزے دل فروزے خوب رو آہستہ خو
پاک دینے پاک بینے خوشتر از ہر خوشترے

مولانا مرحوم نے اپنی ایک طویل مناجات میں وہ سب کچھ کہہ دیا ہے جو ''میزاب رحمت'' سے مانگ کر لائے تھے، پڑھئے کس ذوق وشوق، محبت اور مئے توحید سے سرمست ہوکر کہتے ہیں ۔

اے خدا مالک آسمان و زمیں
صاحب لوح و کرسی و عرش بریں
ذکر تیرا مبارک حیات آفریں
جانفزا، دل کشا، دلکش و دلنشیں
پاک تیری صفت پاک تیرا ہے نام
تو ہمارا ہے مالک تیرے ہم غلام
تیرے در کے سوا اور کوئی در نہیں
کوئی تجھ سے بڑا اور برتر نہیں
کوئی تیرا شریک اور ہمسر نہیں
جو جھکے اور کہیں وہ مرا سر نہیں

والدین سے بڑھ کر اور کس کا مرتبہ ہے؟ ان کے لئے اس طرح دعا کرتے ہیں کہ بچپن سے لے کر جوانی تک کی تصویر سامنے آجاتی ہے، کہتے ہیں ۔

رحم والد پر کر ہر نفس ہر قدم
والدہ پر ہمیشہ کر اپنا کرم
جن پہ قربان دل وجان کرتے ہیں ہم
جن کے قدموں تلے ملک و جاہ و حشم
ان کو آغوش رحمت میں لے صبح وشام
تو ہمارا ہے مالک تیرے ہم غلام
ان بزرگوں نے بچپن میں پالا ہمیں
لحہ لحہ انہوں نے سنبھالا ہمیں
غم اٹھاکر دکھوں سے نکالا ہمیں
ہر قدم ہر نفس دیکھا بھالا ہمیں
ان بزرگوں پہ یارب کرم کر مدام
تو ہمارا ہے مالک تیرے ہم غلام

ماں باپ کے بعد اولاد کا پیار ومحبت سامنے ہوتا ہے تو ان کے لئے اس طرح مانگتے ہیں ۔

آل و اولاد کو گھر کی زینت بنا
تو ہمارے لئے ان کو رحمت بنا
ٹھنڈ آنکھوں کی کر دل کی راحت بنا
عمر بھر باعث خیر و برکت بنا
تو بنا ہم کو مردان حق کا امام
تو ہمارا ہے مالک تیرے ہم غلام

پھر اعزہ واقرباء کے لئے اس طرح مانگتے ہیں ۔

تو ہمارے عزیزوں کے دل شاد رکھ
ہر غم و فکر سے ان کو آزاد رکھ
اپنے رحم و کرم سے انہیں یاد رکھ
خیر و برکت کے ساتھ ان کو آباد رکھ

عزیزوں کے ساتھ اہل محلہ اور پڑوسیوں کو نہیں بھولتے، کہتے ہیں ۔

ہم محلہ کو یارب نہ رکھ تشنہ کام
تو ہمارا ہے مالک تیرے ہم غلام

پھر پوری انسانیت کے لئے یوں عرض کرتے ہیں ۔

لحہ لحہ ہر انسان کی خیر کر
ہر نفس ہر مسلمان کی خیر کر

جب غریبوں، یتیموں اور بیواؤں کا خیال آتا ہے تو بے کل ہوکر کہتے ہیں ۔

سارے محروم و مظلوم بیکس سقیم
بے سہارا غریب اور بیوہ یتیم
تیری رحمت کے محتاج ہیں اے کریم
ان غریبوں پہ فرما تو لطف عمیم
ان بے سہاروں اور مظلوموں کے غم میں بے قرار ہوکر ایک اور نظم میں فرماتے ہیں ۔

ہے آج حد بھی کوئی غربت کی بے کسی کی
اپنا چمن ہے لیکن پھر بھی نہیں ٹھکانا
اے کاش کوئی کہہ دے صیاد سے یہ جاکر
اچھا نہیں ہے ظالم حد سے سوا ستانا
انجام سے تو ظالم شاید کہ بے خبر ہے
تجھکو بھی ایک دن ہے رخت سفر اٹھانا

ایک فسادزدہ علاقہ کا دردناک منظر کس طرح پیش کرتے ہیں، دل تھام کر پڑھئے ۔

عبرتوں کا تھا مرقع ذرہ ذرہ خاک کا
حسرتیں چھائی تھیں ہر طرف نزدیک ودور
غم میں ڈوبی تھی فضا آب وہوا مسموم تھی
رنج میں خاموش بیٹھے تھے درختوں پر طیور
رہگذر سہمی ہوئی تھی قافلے بھٹکے ہوئے
لاشئہ بے جان کچھ تھے اور کچھ زخموں سے چور
ایک ذرہ خاک کا باچشم نم گویا ہوا
ہے نوامیری سراپا درد اے مرد غیور

پھر کس درد سے کہتے ہیں ۔

پھول جیسے جسم شعلوں کے حوالہ ہوگئے
عصمتوں کے آبگینے تک ہوئے ہیں چور چور

یہ جمشید پور کے فساد کی چوٹ تھی، اپنے اس درد وکرب کے بعد رہنمایانِ ملت سے جو اس صورت حال پر غور کرنے کے لئے جمع ہوئے تھے، مخاطب ہوتے ہیں اور پورے جوش وولولہ کے ساتھ مخاطب ہوتے ہیں اس کا اندازہ نظم کے پڑھنے سے ہوگا، چند بند یہاں پیش ہیں ۔

قائدین ملک و ملت رہنمایان کرام
اک گزارش ہے مری آج آپ سے باحترام

کیا کروں مجبور ہوں میں عرض کرنے کے لئے
ہے زباں میری مگر ہے آرزوئے خاص وعام

آپ خود ملت کے درد وکرب سے بے چین ہیں
اس لئے اس کی بقا کا ہے نہایت اہتمام

ہے اگر پیش نظر پوری حقیقت آپ کے
کامرانی لے قدم میری دعا ہے صبح و شام

ہو مبارک آپ کا یہ مشورہ یہ اجتماع
اس مبارک کام کی برکت کو حاصل ہو دوام

مولاناؒ نے اپنے بیٹے اور بیٹی کے لئے نظم کہی جو پدری شفقت اور تمام والدین کے لیے وعظ ونصیحت ہے، اپنے ماموں جان کے لئے طویل دعائیہ نظم کہی جس میں دینی شخصیتوں، داعیوں اور مصلحین کے ہم پلہ ہونے کی التجا ہے، اسی طرح سے خاندان کے دیگر بزرگوں اور عزیزوں پر نظمیں کہیں جو ان کے دلی جذبات کی عکاسی کرتی ہیں، اہم بزرگوں، داعیوں اور مشائخ کے انتقال پر بھی نظمیں اس مجموعہ کی زینت ہیں جن کا پڑھنے ہی سے تعلق ہے۔

شخصیات کی فہرست طویل ہے جو اہل اللہ سے عشق ومحبت کی دلیل ہے۔ چند نام یہ ہیں: مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ، مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ، مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ، مولانا حسین احمد مدنیؒ، علامہ سید سلیمان ندویؒ، مولانا احمد علی لاہوریؒ.....

شہدائے بالاکوٹ اور اس سرزمین کی زبان سے جو کچھ کہا ہے، اس کا تعلق پڑھنے ہی سے ہے۔ میں نے دیکھا ہے وہ منظر جو بتا سکتا نہیں کوئی سننے کی اسے اور تاب لاسکتا نہیں مجھ سے بڑھ کر غم زدہ تم ہو نہیں سکتے کبھی رو چکا ہوں جس طرح تم رو نہیں سکتے کبھی

اپنے جلیل القدر شیخ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ پر کئی طویل طویل نظمیں کہی ہیں جن میں عقیدت ومحبت کے ساتھ ان کا سراپا پیش کردیا ہے۔

نوخیز نسل کے ذہن میں دینی شوق وجذبہ اور غیرت وحمیت پیدا کرنے کے لئے بہت سے مدارس ومکاتب کے ترانے لکھے جن میں ترانہ ندوہ بہت مشہور ہے، تحریک ندوہ پر ان کی نظم کے چند بند (جس کے ماحول میں وہ پلے بڑھے تھے) پڑھئے اور قلب وروح کو گرمائیے۔

کتنے مرد باخدا تھے کتنے دانا ہوشمند
درد سے معمور تھے دل اور فطرت ارجمند

متفق ہوکر بنایا اہل حق نے اک نظام
تا کہ پھر اسلام پر حملوں کا ہو دروازہ بند

چند اہل درد نے تحریک ندوہ پیش کی
کہ یہی تحریک ملت کے لیے تھی سود مند

ان کی نیت نیک تھی اور خوب تھا ان کا عمل
اس لیے اللہ کو ان کا عمل آیا پسند

چل پڑی تحریک پھر یہ آگ پانی کی طرح
اہل حق ہونے لگے ہر ہر قدم پر فتح مند

ہر قدم ملتے رہے تحریک کو وہ رہنما
تھے یقیں محکم سراپا درد مند و فکرمند

شبلی نعمانیؒ، مونگیریؒ، شیروانیؒ، عبدحیؒ
ان میں ہر ایک کا تھا مرتبہ کتنا بلند

قلم اٹھتا ہے، اب آیئے ہم آپ ہاتھ اٹھائیں، کعبۃ اللہ کو تصور میں لائیں، ''میزاب رحمت'' کے نیچے مولاناؒ ہی کی زبان میں رب کعبہ سے فریادی ہوں۔

خداوندا میں سرتاپا خطا ہوں
اسیر پنجۂ حرص و ہوا ہوں

حقیر و خاکسار و بے نوا ہوں
برا ہوں پر تیرے در کا گدا ہوں

الٰہی لا تعذبنی فانی
مقر بالذی قد کان منی

(یعنی میرے آقا مجھے عذاب نہ دے میں اپنی خطاؤں کا اقراری مجرم ہوں۔)

☆☆☆☆☆

طلباء مدارس عربیہ کیلئے قابل قدر تحفہ

مولوی محمد سعید اللہ ندوی کی چند تصنیفات

(۱) ''جدید تعبیرات''۔ صفحات: 248۔ قیمت: 100. جس میں فنکشنل عربک ترجمہ وانشاء کیلئے مفید اور جرائد واخبار کے مصطلحات نیز جدید تعبیرات ومحاورات کا اچھا ذخیرہ موجود ہے۔

(۲) ''شاہکار خطبات''۔ صفحات: 152۔ قیمت: 35 تقریر کی مشق کیلئے نئے اسلوب اور طرز انداز پر قیمتی مواد جمع ہے۔

(۳) "دور النادی العربی فی بناء الشخصیة" صفحات: 324 قیمت: 120 عربی زبان وادب میں نکھار اور تقریر وتحریر میں برجستگی پیدا کرنے کیلئے بہت عمدہ کوشش ہے۔

(۴) "دیوان المساجلة الشعریة" صفحات: 332 قیمت: 130 بترتیب حروف تہجی ادباء عرب کے اشعار مع اعراب اور شرح مفردات جمع ہیں جو عربی ادب سے ذوق رکھنے والے طلباء کیلئے بہت سودمند ہے۔

ناشر

جمعیۃ مسلم اقلیت بیگریا، دوبگا، لکھنؤ

ملنے کا پتہ

مکتبہ دارین ٹیگور مارگ ندوہ روڈ ڈالی گنج لکھنؤ

عالم اسلام

جاوید اختر ندوی

برطانیہ میں اسم "محمد" سب سے زیادہ

برطانیہ کے تازہ ترین اعداد وشمار کے مطابق انگلینڈ اور ویلز میں نوزائیدہ بچوں کے لیے اسم محمدؐ سب سے زیادہ پسندیدہ نام مانا جارہا ہے۔ اب تک ''اولیور'' Oliver نام سب سے زیادہ پسندیدہ سمجھا جاتا تھا لیکن تازہ ترین سروے کے مطابق اولیور نام کے حامل بچوں کی تعداد ۷۳۶۴ ہے، جب کہ اسم محمدؐ نام کے حامل بچوں کی تعداد ۷۵۱۵ ہے۔ قابل ذکر ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ کے اس نام کو انگریزی زبان میں مختلف ہجوں کے ساتھ لکھا جارہا ہے۔

اس سے قبل ''جاک'' نام سب سے آگے تھا۔ اولیور نام ۲۰۰۹ء میں سب سے آگے رہا لیکن مشہور چینل CNN نے اس کے برعکس رپورٹ پیش کیا ہے۔ چینل نے کہا ہے کہ اسم محمدؐ اس وقت سب سے زیادہ نومولود بچوں کا نام رکھا جا رہا ہے۔ اس کے بعد اولیور، جاک، ٹوماس، ولیم دانیال جیسے نام آتے ہیں۔

اسم محمد خالص عربی نام ہے اس کے معنی آتے ہیں: ایسا شخص جس کی لوگ خوب خوب تعریف کریں۔ محققین کا اتفاق ہے کہ سب سے پہلے یہ نام پیغمبر اسلام حضرت محمدؐ کا رکھا گیا۔

برطانیہ کے مسلمانوں کی تعداد اس وقت ۲،۹ ملین ہے۔ مغربی یورپ میں ادھر ۲۰ برسوں کے دوران مسلمانوں کی تعداد میں بڑا اضافہ ہوا ہے۔ یہاں ۱۹۹۰ء میں مسلمانوں کی تعداد ۱۰ ملین تھی جب کہ اس وقت ۱۷ ملین بتائی جارہی ہے۔ مسلمانوں میں اس نام کے تعلق سے بڑا جوش واحترام پایا جاتا ہے، مشرقی لندن کی ایک مسجد کے امام عبداللہ حسن کا کہنا ہے کہ برطانیہ کے مسلمانوں میں اس نام کی مقبولیت رسول پاک ﷺ سے ان کی محبت اور اطاعت وفرمانبرداری کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ مزید کہا کہ یہاں کے مسلمان صرف اتباع محمدؐ ہی نہیں چاہتے بلکہ نام بھی ''محمدؐ'' ہی رکھنا چاہتے ہیں۔

یورپی مسلمانوں کی پہلی کانفرنس رواں سال ماسکو میں ہوگی

یورپی یونین کے ممالک میں رہنے والے مسلمانوں کی پہلی کانفرنس رواں سال مئی میں ماسکو میں ہوگی۔ یہ تجویز یورپی ممالک کے مسلمانوں نے دی تھی۔ ماسکو ذرائع ابلاغ کے مطابق روس میں مفتیوں کی کونسل کے سربراہ شیخ روپل زین الدین نے روس کے مسلمان سماجی کارکنوں، سرکاری عہدیداروں، کاروباری افراد اور مسلمان سائنسدانوں سے ملاقات کے دوران بتایا کہ مئی میں ماسکو میں مختلف یورپی ممالک میں رہنے والے مسلمانوں کی کانفرنس ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ روس کے مسلمان صدیوں سے ملک کی ترقی اور خوشحالی میں اپنا کردار ادا کررہے ہیں اور اس سے یورپی ممالک میں رہنے والے مسلمان بھی متاثر ہیں۔ انہوں نے کہا کہ کانفرنس کے انعقاد سے امن، بھائی چارہ اور باہمی مفاہمت کو فروغ حاصل ہوگا اور اسلام کی اصل اقدار وتعلیمات سب پر واضح ہوں گی۔

ترک عوام کی اکثریت نے اسرائیل کو دشمن اور جنگی مجرم ریاست قرار دیا

ترکی میں ایک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ اور ملکی عوامی سروے کے معروف ادارہ ''گیناز'' نے حال ہی میں اسرائیل اور ترکی کے درمیان تعلقات پر ایک عوامی سروے کیا ہے۔ سروے رپورٹ کے مطابق رائے دہندگان کی 95 فیصد تعداد نے اسرائیل کو جنگی مجرم، ترکی کا دشمن اور فریڈم فلوٹیلا پر حملے کا ذمہ دار قرار دیا ہے۔

مرکز اطلاعات فلسطین کے مطابق ایک ہفتے تک جاری رہنے والے اس عوامی سروے میں 2000 افراد نے اپنی رائے کا اظہار کیا۔ سروے میں 1860 افراد نے اقرار دیا کہ اسرائیل ترکی کے لیے ایک دشمن ریاست کا درجہ اختیار کر گیا ہے۔ اتنی ہی تعداد نے اسرائیل کو دور حاضر کا جنگی مجرم ملک اور فریڈم فلوٹیلا پر حملے کا ذمہ دار قرار دیا۔ سروے میں صرف تین فیصد نے اسرائیل کو ترکی کا دوست قرار دیا اور فریڈم فلوٹیلا پر حملے کی حمایت کی۔ دو فیصد افراد نے کسی قسم کی رائے دینے سے گریز کیا۔

جرمن ریاست "اسلام" کو سرکاری مذہب تسلیم کرے گی

ہمبرگ جلد ہی دین اسلام کو کمیونٹی کی سطح پر سرکاری مذہب تسلیم کرنے والی پہلی جرمن ریاست بن جائے گی۔ اس سلسلہ میں جرمن حکام اور مذہبی اسکالرز کے درمیان گزشتہ چار برس سے خاموش مذاکرات جاری ہیں اور توقع ہے کہ ریاست میں عنقریب اسلام کو سرکاری مذہب تسلیم کرلیا جائے گا۔ جس کے بعد مسلمانوں کو بھی عیسائیوں اور یہودیوں کے برابر قانونی حقوق حاصل ہو جائیں گے۔ جرمنی کی سب سے بڑی مسلم تنظیموں میں سے ایک جرمن مسجد نیٹ ورک کی ہمبرگ برانچ DITIB کے چیئرمین محمد زکریا کا کہنا ہے کہ ریاست میں اسلام کو سرکاری مذہب کے طور پر تسلیم کیا جانا ہمارے لیے اس لیے اہم ہے کہ ہم بھی اس معاشرہ کا ایک اہم حصہ ہیں۔ یورپ کی با اثر ریاستوں میں سے ایک ہمبرگ کو شمالی جرمنی کا ٹرانسپورٹیشن حب کہا جاتا ہے، جس کی آبادی 17 لاکھ 72 ہزار 100 نفوس پر مشتمل ہے۔ جو جرمنی کا دوسرا جب کہ یورپ کا آٹھواں سب سے بڑا شہر ہے اور یورپ کی تیسری بڑی بندرگاہ بھی واقع ہے۔

☆☆☆☆☆

رپورٹ

مسلم کالجوں واسکولوں کے نصاب میں دینیات کی شمولیت ملت کے نوجوانوں کی ذہن سازی کے لیے بے حد ضروری

اقبال احمد ندوی

رانچی میں ادب اسلامی کی ایک نشست میں شرکت کے موقع پر صدر رابطہ ادب اسلامی وصدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ نے فرمایا: ''ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے جس طرح زندہ رہنے کے لئے ہوا، پانی اور غذا کی ضرورت ہے، اسی طرح ایمان وعقیدہ کے تحفظ کے لئے دینی تعلیم وتربیت کی ضرورت ہے، جن اسکولوں اور کالجوں کا انتظام وکنٹرول ہمارے ہاتھوں میں ہے، ان میں دین کی بنیادی تعلیم کا انتظام کرنا انتہائی ضروری ہے، ملت کے ذمہ داروں کو اس سلسلہ میں خصوصی طور پر توجہ دینی چاہئے، کیونکہ نئی نسل کے مسلمانوں میں دین کے بقاء کے لئے اس کی فکر کرنا ضروری ہے، اس کی ضروری فکر کم ہوجانے سے نئی نسل اپنی تہذیب، اپنی زبان اور اپنے دین سے دور ہوتی جارہی ہے۔''

اس نشست کا انعقاد رابطہ ادب اسلامی کی جھارکھنڈ شاخ رانچی کی جانب سے عائشہ انکلیو ڈاکٹر فتح اللہ روڈ، رانچی میں عمل میں آیا۔

مولوی سبحان ثاقب ندوی کی تلاوت کلام پاک سے نشست کا آغاز ہوا۔ اس کے بعد جھارکھنڈ رابطہ ادب اسلامی کے سکریٹری مولانا آفتاب عالم ندوی نے نشست کے پس منظر پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ جھارکھنڈ رابطہ ادب اسلامی نے عالمی رابطہ ادب اسلامی کے صدر وسکریٹری برائے ممالک برصغیر عالی مرتبت حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی اور سکریٹری جنرل مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی کی رانچی میں موجودگی کو غنیمت سمجھتے ہوئے اس علمی مذاکرہ کا انعقاد کیا۔

اس کے بعد ڈاکٹر جمشید قمر کو ''قیام رانچی کے دوران مولانا ابو الکلام آزادؒ کی تعلیمی کوشش و سرگرمیاں'' کے موضوع پر مقالہ پڑھنے کی دعوت دی گئی۔ جمشید قمر صاحب نے مولانا آزاد کے قیام رانچی کے دوران ان کی تعلیمی سرگرمیوں وکوششوں کا تذکرہ کیا۔ اور مولانا نے مدارس عربیہ کے لئے جو نصاب مرتب کیا تھا، بطور خاص تفصیل سے اس کا جائزہ لیا اور عصر حاضر کے تناظر میں اس کی افادیت و معنویت پر روشنی ڈالی۔

اس کے بعد مشہور عربی صحافی وماہر تعلیم مولانا سید واضح رشید حسنی ندوی (معتمد تعلیم ندوۃ العلماء) نے مقالہ کو سراہتے ہوئے کہا کہ: ''ہندوستان اور عالم اسلامی میں متعدد اہل فکر ونظر اور ماہرین تعلیم نے اس پس منظر میں نصاب مرتب کئے کہ مسلمانوں کو ایک ایسے نصاب کی ضرورت ہے جو ان کو دین سے بھی وابستہ رکھے، اور ان میں زمانہ کے تقاضوں اور ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کی صلاحیت بھی پیدا کرے، ان کا تجربہ بھی کیا گیا ہے، اور آج بھی یہ بحث جاری ہے۔ اگر مولانا آزاد ایک طرف وسیع النظر عالم دین تھے تو دوسری طرف زمانہ کے تقاضوں اور مستقبل کے خطرات سے بھی پوری طرح باخبر تھے، اس لئے ان کا یہ نصاب اس کا مستحق ہے کہ اس سے ہم روشنی حاصل کریں''۔

حضرت مولانا سید محمد رابع ندوی نے مولانا آزاد کی وسیع النظری، جہاں بینی، دور اندیشی، بلندئ فکر اور ملت کے لئے ان کی خدمات اور ان کے مرتب کردہ نصاب کی اہمیت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ: ''نئی نسل کے ایمان وعقیدہ کا تحفظ اس وقت کا بنیادی مسئلہ ہے، ہر حال میں اس کا انتظام ضروری ہے، بچوں کے لئے ایک ایک گھنٹہ کے لئے مکاتب قائم کئے جائیں اور گھروں میں دینی تعلیم کے لئے اساتذہ مقرر کئے جائیں۔ ہم کو سب کچھ مل جائے لیکن دین نہ بچے تو اس سے بڑا کوئی خسارہ نہیں''۔

مولانا انیس الرحمٰن قاسمی ناظم امارت شرعیہ بہار واڑیسہ وجھارکھنڈ وچیئرمین بہار حج کمیٹی نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ حضرت مولانا نے جس اہم مسئلہ کی طرف توجہ دلائی ہے اس کی ہم سب کو فکر کرنی ہے اور اس کے لئے ہم سب کو بقدر طاقت و وسائل کوشش کرنی ہے۔ اخیر میں مولانا آفتاب عالم ندوی نے مہمانان کرام اور حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔

مذاکرۂ علمی میں قاری صدیق مظاہری (امام جامع مسجد رانچی)، ضیاء الہدی اصلاحی (ناظم دار العلوم اسلام نگر)، شریف احسن مظہری، عبدالرؤوف قاسمی، عبدالحکیم ندوی، نسیم انور ندوی، عبداللہ ندوی، طلحہ ندوی، شفیق خاں، شرف الدین خاں، مفتی شاہد قاسمی، محمد رضوان ندوی، شکیل احمد، حاجی عبدالرزاق صاحب، جناب شاہد حسین، انجینئر شمیم صاحب وغیرہ نے شرکت کی اور مذاکرہ کو کامیاب بنایا۔ صدر محترم کی دعاء پر جلسہ کا اختتام ہوا۔

☆☆☆☆☆

بنگلور کے دعوتی پروگرام اور حضرت مولانا کے خطابات

محمود حسن حسنی ندوی

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ مع رفقاء گلبرگہ سے رات کی ٹرین سے روانہ ہوکر بنگلور صبح کچھ تاخیر سے پہونچے، اسٹیشن پر استقبال کے لئے آنے والوں میں سب سے پہلے ضیاء اللہ شریف صاحب پر نظر پڑی پھر سید بیری صاحب بھی آگئے۔ یہ دونوں حضرات بنگلور کے مشہور عمائدین میں ہیں۔ مولانا اشرف علی باقوی ناظم دار العلوم سبیل الرشاد وامیر شریعت کرناٹک اور مولانا مصطفیٰ رفاعی ندوی بھی آگئے تھے، مولانا اشرف علی باقوی کے یہاں پہلے جانے کا نظم بنا، اس میں ان کی دلجوئی بھی تھی۔ دو روز قبل ان کی خوش دامن صاحبہ وفات پاگئی تھیں، حضرت نے ان سے تعزیت فرمائی اور ان کے مدرسہ میں کچھ دیر قیام فرمایا جہاں پہلے سے مولانا خالد سیف اللہ رحمانی اور جناب عبدالرحیم قریشی تشریف فرما تھے، مولانا شبیر ندوی بنگلوری، مولانا صغیر احمد شریف ندوی بنگلوری بھی آئے اور دیر تک حضرت کی خدمت میں رہے، اور کچھ حضرات بیعت سے بھی مشرف ہوئے، مغرب بعد حضرت مولانا مدظلہ کے اعزاز میں ایک خصوصی جلسہ کا انعقاد کیا گیا جس میں پہلے معتمد تعلیم ندوۃ العلماء مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی نے خطاب فرمایا۔ انہوں نے اپنے خطاب میں محض حصول علم کو کافی قرار نہ دیتے ہوئے کہا کہ:

''پہلے لوگ علم حاصل کرنے کے بعد کسی صاحب اختصاص کے پاس جاتے تھے اور وہ خصوصیت حاصل کرتے تھے، اس طرح علماء کو فراغت کے بعد ربانیین کے پاس وقت گزارنا چاہئے، اس کے اہتمام نہ کرنے کی وجہ سے علم نافع کے بجائے ضار ہورہا ہے، آج دنیا میں بگاڑ فقراء اغنیاء سے نہیں، ایسے ہی علماء سے آرہا ہے۔ اس لئے علم کے حصول کے ساتھ ربانیت کی ضرورت ہے۔

یہ چیز بغیر ربانیین کے پاس وقت گزارے حاصل نہیں ہوسکتی، اس مدرسہ کی یہ خصوصیت ہے جس کو مولانا مفتی اشرف علی باقوی باقی رکھے ہوئے ہیں''۔

اس مناسبت سے مولانا مفتی اشرف علی باقوی نے سبیل الرشاد کے مقصد تاسیس پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ:

''علم، دعوت وتبلیغ کہ علماء کا رابطہ عوام سے دینی بنیاد پر قائم کرانا چاہئے، اور احسان وسلوک کی بنیادی باتوں کا حامل بننا اور للّٰہیت واخلاص کی صفت پیدا کرنا بانی ادارہ حضرت شاہ ابوالسعود احمدؒ کے مقاصد میں تھا اور انہوں نے تاسیس کے وقت اس کا اظہار بھی فرمایا تھا، اسی لئے فجر بعد اشراق تک مسجد میں رہنا، اور اشراق کی نماز کے بعد چار رکعت پڑھ کر مسجد سے جانا، عصر بعد کی تسبیحات، مغرب بعد اوابین اور سورہ واقعہ کی تلاوت، عشاء بعد سورۃ الملک کی تلاوت کا اہتمام، اسی طرح خانقاہی تربیت، اور دعوت وتبلیغ کے سلسلہ میں سال میں دس دن طلبہ لگاتے ہیں، چھٹیوں میں چلہ بھی لگاتے ہیں، اور دوسرے اعمال واشغال تبلیغ میں حصہ لیتے ہیں، اور حصول علم ومطالعہ میں اسباق میں پورے طور سے شرکت، مطالعہ ومذاکرہ کا اہتمام ہوتا ہے، اس طرح کوئی ایک کام دوسرے کام کو متاثر نہیں کرتا''۔

جناب عبدالرحیم قریشی نے چند اہم باتوں کی طرف طلبہ کی توجہ مبذول کراتے ہوئے کہا کہ:

''آج کل کے حالات میں ایک المیہ یہ ہے کہ دینی مدارس سے نکلنے والے فارغین میں وہ خودداری نہیں رہی جو پہلے ہوا کرتی تھی، اسی طرح احساس کہتری پیدا ہونے لگا ہے یہ بھی درست نہیں، آج کا بڑا فتنہ دولت ہے، میں مدارس کے طلبہ سے کہوں گا کہ دولت کی طرف نگاہ اٹھا کر نہ دیکھیں بلکہ اس دولت پر نگاہ رہے جو علم دین کی دولت ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے ان کے سینہ میں رکھی ہے، اسی طرح ہمارے طلبہ کو قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد کسی دوسری تعلیم سے رہنمائی کی فکر نہیں کرنی چاہئے بلکہ عصری وسائل سے فائدہ اٹھا کر ان کے ذریعہ قرآن مجید کے پیغام کو عام کرنے کی فکر کرنی چاہئے۔ جہاں تک سائنس کا تعلق ہے اس کے نظریات بدلتے رہتے ہیں، اس لئے وہ کسوٹی نہیں، کسوٹی قرآن مجید ہے جس کے نظریات وتعلیمات بدلتے نہیں، اس لئے ہماری نظر بس قرآن مجید کی تعلیمات ونظریات پر رہنی چاہئے، اور پورے اعتماد کے ساتھ انہیں مدرسہ کی چار دیواری سے باہر آنا چاہئے''۔

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی نے کہا کہ:

''واقعہ ہے کہ ہم دنیا کے علوم کو بڑے رشک کی نگاہ سے دیکھنے لگ گئے ہیں، اور ایک حدیث کا حوالہ دے کر کہا کہ زمین میں علماء کی مثال ایسی ہے جیسے آسمان میں ستارے۔ اور کہا کہ علامہ ہیثمیؒ نے

اس کی توثیق کی ہے، اور کہا کہ علماء کی زینت کا معیار انبیاء ہیں۔ انبیاء کی زینت ان کے اعمال ہوتے تھے۔ انبیاء اپنی دعوت کو پیش کرنے سے پہلے اپنی ذات کو پیش کرتے تھے کہ تم نے ہماری زندگی میں جھوٹ، خیانت، دھوکہ کہیں پایا؟ لیڈروں کا قاعدہ یہ ہے کہ وہ اپنی بات پہلے پیش کرتے ہیں اور اپنی ذات دیکھنے کو نہیں کہتے، دوسری خصوصیت یہ بتائی کہ انبیاء لوگوں سے نفع حاصل کرنے کے بجائے نفع پہونچانے والے ہوتے ہیں۔ اور پہلے ہی باور کرادیتے ہیں: ﴿لَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْراً﴾ تیسری بات انہوں نے یہ کہی کہ ہمارے علماء کو نقش دیوار کو نظر انداز نہیں کرنا چاہئے۔ چوتھی بات یہ ہے کہ کسی کو بھی اپنے سلف کا راستہ نہیں چھوڑنا چاہئے۔ داخلی مسائل میں نرمی اور خارجی مسائل میں سختی، داخلی مسئلہ جیسے قرأت خلف الامام اس کو اولی یا غیر اولی کا مسئلہ قرار دیا، اور خارجی مسائل جیسے نصرانیت وقادیانیت وغیرہ اس میں کوئی لچک نہیں رکھی۔ آخری بات یہ ہے کہ آج ہمارے علماء کا طرز عمل ایسا نہیں ہے جو ان اکابرین کا تھا جن کی طرف ہم نسبت کرتے ہیں، عصری فتنوں کا جائزہ لینا اور ان کا مقابلہ کرنا ہماری بڑی ذمہ داری ہے۔ لیکن یہ ذمہ داری اس وقت انجام دی جاسکتی ہے جب اس کے لئے تیار ہوا جائے۔

آخر میں صدر جلسہ ناظم ندوۃ العلماء حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ نے خطاب فرمایا اور کہا کہ:

"طلبائے عزیز اور محترم حضرات! (خاص طور پر وہ حضرات جو امت کی قیادت کر رہے ہیں۔)

اللہ تعالیٰ نے جب انسان کو پیدا کیا اور یہ ارادہ کیا کہ اس کو زمین میں اپنا خلیفہ بنائے، فرشتوں کو جب یہ بات سمجھ میں نہیں آرہی تھی تو اللہ نے واضح فرمایا کہ میں جو جانتا ہوں تم وہ نہیں جانتے، اللہ نے انسان کو دو چیزیں علم اور عقل ایسی عطا کی ہے جو اس پیمانہ میں دوسری مخلوق کو نہیں ملی۔ اللہ تعالیٰ نے مقصد حیات کو صاف طور پر بیان فرمادیا ہے کہ: ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ﴾ اور فرمادیا ہے: ﴿اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثاً وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ﴾۔

یعنی ایسا نہیں کہ تم کو ایسے ہی بے مقصد پیدا کردیا گیا ہے، تمہیں کوئی حساب کتاب نہیں دینا ہے، تم بے کار اور یوں ہی دنیا میں رہ کر چلے آؤ ایسا نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی سب چیزیں مقرر کردی ہے، سب اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے، کون کیا کرے گا، اور اللہ نے اسی اعتبار سے پیدا کیا، ہم کو آپ کو اللہ تعالیٰ نے اس جگہ یا جس جگہ پیدا کیا یا رکھا، وہ یوں ہی ﴿عَبَثاً﴾ نہیں، اللہ تعالیٰ نے روز اول سے لکھ دیا تھا کہ فلاں اس ماحول میں اس زمانہ میں پیدا ہوگا، اس کو نیابت وخلافت کا کام انجام دینا ہوگا، جو جس زمانہ اور جس ماحول میں ہے، اس ماحول اور اس زمانہ میں خلافت ونیابت کا کام کرے گا، ہر چیز اللہ تعالیٰ آپ کو دے دے، ایسا نہیں ہے۔ دنیا میں اللہ نے آپ کو امتحان کے لئے رکھا ہے، اور یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ شیطان کے بہکانے میں آپ آرہے ہیں یا شیطان کو شکست دے رہے ہیں"۔

مولانا مدظلہ نے مزید فرمایا:

"کوئی شخص نہیں کہہ سکتا کہ اللہ نے اس کے اندر صلاحیت نہیں رکھی، صلاحیتیں، استعدادا لگ الگ ہوتی ہیں، جس کو جو صلاحیت ملی ہے اس کو اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے، کسی کے اندر علامہ ابن تیمیہؒ کی صلاحیت رکھی، کسی کے اندر امام غزالیؒ کی کسی کے اندر مجدد الف ثانیؒ کی اور کسی کے اندر شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی اور کسی کے اندر دوسری قسم کی صلاحیت رکھی۔ آپ علم نافع حاصل کرنے آئے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل وکرم ہے، مقصد تعلیم وتربیت ہے۔ یہاں اخلاق سکھائے جاتے ہیں، سیرت بتائی جاتی اور تعلیمی لیاقت بڑھائی جاتی ہے۔ یہ اہم مقصد ہے، تعلیمی لیاقت کے ساتھ اخلاقی سیرت بنانے پر زور ہو اور اخلاقی سیرت بنانے کے ساتھ تعلیمی لیاقت بڑھانے پر زور ہو تبھی ربانیت کا وصف پیدا ہوگا جو مطلوب ہے۔

عزیزو! یہ مدارس اسلام کی بقا کا ذریعہ ہیں، انہی مدارس کے ذریعہ اسلام قائم ہے، انہی مدارس کے ذریعہ دین اسلام تحریف سے بچا ہوا ہے، جن علاقوں میں مدارس نہیں ہیں وہاں کا حال جا کر دیکھئے وہاں دین باقی نہیں رہا اور جن کے اندر دین باقی نہیں رہا ہے، وہ غاروں میں چلے گئے، اور گھروں کے اندر چھپ چھپا کر مدارس کا دینی تعلیمی نصاب پڑھا، اور اس طرح بڑی ریاضتوں کے بعد وہ اسلام کو اپنے اندر یا اپنے بچوں کے اندر باقی رکھ سکے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معلم بھی تھے، مربی بھی تھے، داعی بھی تھے، مدارس کا مقصد یہی تعلیم وتربیت اور دعوت ہے اس مدرسہ (سبیل الرشاد بنگلور) کا مقصد بھی یہی ہے، اور خوشی کی بات ہے کہ یہاں اس کا خاص اہتمام اور نظم ہے، اللہ تعالیٰ اس کے بہتر سے بہتر نتائج ظاہر فرمائے اور قبول فرمائے۔ (آمین)

عزیز طلبہ! آپ اس دار العلوم میں اتفاقاً نہیں آگئے کہ ایسے ہی ٹہلتے ہوئے آگئے ہوں، اللہ تعالیٰ نے پہلے سے طے فرمادیا تھا کہ فلاں درسگاہ میں تمہیں تعلیم حاصل کرنی ہے، یہاں کا جو انتظام اور تعلیمی نظام ونصاب ہے اس سے اپنی طاقت

وصلاحیت کے بقدر فائدہ اٹھانا ہے، جس مقصد کے لئے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اس کے لئے فائدہ اٹھا کر خدمت انجام دینی ہے، جنہوں نے مقصد سمجھا اور اپنی صلاحیت کے بقدر فائدہ اٹھایا انہوں نے علاقہ کا رخ بدل دیا اور زمانہ میں انقلاب لے آئے، حضرت شیخ علی ہمدانیؒ کشمیر آئے، تین دورے کئے، پہلے حالات کا جائزہ لیا، پھر گئے تیاری کر کے جماعت کے ساتھ آئے، پھر گئے اور آئے تو پورا کشمیر بدل گیا، اور اس کے چپہ چپہ میں ایمان کی باد بہاری چل پڑی، جس کے اثرات آج بھی قائم ہیں، اسی طرح حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ، حضرت سید احمد شہیدؒ اور دوسرے مصلحین امت کی تاریخ اور حالات پڑھئے۔ حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ نے یہ تاریخ لکھی ہے اس کا مطالعہ کیجئے تو آپ کو معلوم ہوگا، اگر طالب علم اپنے مقصد پر نظر نہ رکھے، تھوڑے علم پر قناعت کر بیٹھے اور اکرام کو اختیار کرلے وہ بڑا کام نہیں کرسکتا، اسے نفس سے جہاد کرنا پڑے گا، جہاد کئی قسم کا ہوتا ہے ۱۔ مع الشیطان، ۲۔ مع النفس، ۳۔ مع اعداء الانسان، ۵۔ مع الکفار، ۶۔ مع المنافقین۔ علم کا مقام بہت اونچا ہے، معاش سے، راحت سے، ان سب سے اونچا ہے اس کے ذریعہ معاشرہ میں انقلاب لایا جاسکتا ہے اور تاریخ بتاتی ہے کہ ایسے لوگ ستاروں کی طرح چمکتے نظر آتے ہیں جنہوں نے تاریخ بدل دی۔

یہ اللہ تعالیٰ کا آپ پر بڑا فضل ہے کہ علم نافع حاصل کرنے کے لئے یہاں بھیجا، اللہ تعالیٰ کا یہ بڑا انعام ہے کہ اس نے آپ کو مسلمان گھر میں پیدا کیا، اور مسلمان بنایا، دوسرا فیصلہ یہ ہوا کہ علم نافع حاصل کرنے کے لئے مدرسہ میں بھیجا ورنہ آپ کسی راستہ پر پڑ سکتے تھے، اب آپ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں، اور نافع بننے کی کوشش کریں کہ یہ خیر صرف آپ تک نہ رہے وہ متعدی ہو، اور دوسروں کو بھی فائدہ پہونچے"۔

دار العلوم سبیل الرشاد کا یہ پروگرام جو جزوی طور پر منعقد ہوا بقول مولانا واضح رشید حسنی ندوی مدظلہ ایک سمینار کی شکل اختیار کرلیا۔ ہم نے اور سبحان ثاقب ندوی نے مدرسہ کا ایک راؤنڈ بھی لگایا اور بنگلور جیسے شہر میں یہ ضرورت محسوس کی کہ اس ادارہ کو ندوہ کی فکر اور جمند کی شدید ضرورت ہے۔

قدیم میزبان ضیاء اللہ شریف صاحب کے مکان پر

جناب ضیاء اللہ شریف کے یہاں مولانا مدظلہ دار العلوم سبیل الرشاد سے تشریف لے گئے، رات وہیں گزاری، برادرم خالد بیگ ندوی ممکور سے ملنے آگئے تھے، اشاعت اسلام کا کام بڑی مستعدی سے انجام دے رہے ہیں۔ اور کئی اسکول اسلامی رواج ومزاج کے ساتھ چلا رہے ہیں چونکہ حضرت مولانا کو تعب تھا اس لئے زیادہ دیر نہ بیٹھ سکے۔ صبح مولانا محمد الیاس ندوی بھٹکلی اور مولانا شعیب ندوی بھٹکلی مولانا ابوالحسن علی ندویؒ اکیڈمی (بھٹکل) کی طرف سے یہاں بنگلور میں منعقد پروگرام میں شرکت کے لئے آئے۔ حضرت مولانا سے ملاقات کی لیکن ان کو زحمت نہ دی البتہ مجھ پر اصرار کیا کہ ضرور چلنا ہے، اس پروگرام کی خصوصیت یہ تھی کہ اسلامیات کا نصاب جن تعلیم گاہوں میں جاری ہے، ان کو دعوت دی گئی تھی کہ اپنے تاثرات بتائیں۔ یہاں سے جامع مسجد سٹی بنگلور گئے کہ وہاں "نقوش جامع" نامی مولانا ریاض الرحمٰن رشادی کی تصنیف کی رسم اجراء بدست حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ ہوئی، اور شہر بنگلور کی اہم ترین دینی، ملی، سماجی شخصیتیں موجود تھیں۔ مولانا مفتی اشرف علی باقوی نے مصنف کی حسن تحریر کو داد دیتے ہوئے کہا کہ یہ اس حدیث پر عمل پیرا ہیں "المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ"۔

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی نے روٹمائی کی اور اس کے مطالعہ کی طرف ترغیب دلائی، ان کا مقدمہ بھی اس کتاب کا جز ہے، یہاں کھانے کا بھی اہتمام تھا، یہاں حضرت مولانا کا ایک وصف یہ بھی نمایاں ہوا کہ ان کے رفقاء سفر میں سب سے خورد رفیق اور خادم ومعاون برادرم سید سبحان ندوی کھانے پر ان کے ساتھ اس لئے بیٹھ نہ سکے تھے کہ دوسرے اہم لوگوں سے جگہیں پر ہوگئی تھیں، حضرت کی نگاہوں نے ان کو تلاش کیا، اور عدم موجودگی پر انہیں بھی شریک طعام کرنے کو کہا، اپنے ساتھیوں کا خیال بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں میں سے ایک سنت ہے۔

ایک اہم میٹنگ

حضرت مولانا مدظلہ کے بڑے ہی محب اور ندوۃ العلماء کے بڑے ہمدرد سید بیری صاحب کے مکان پر عشائیہ تھا اور اس سے قبل ایک اہم میٹنگ تھی، جس میں مسلم پرسنل لاء بورڈ کے بعض عہدیداران وبعض مقامی ممبران بھی شریک تھے اور بنگلور کی بعض وہ مسلم شخصیات جو خیر کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی ہیں، بھی موجود تھیں۔ بابری مسجد کا معاملہ لکھنؤ ہائی کورٹ فیصلہ کے تناظر میں یہ مجلس بلائی گئی تھی، جو مفید رہی، اسی مکان پر ایک دوسرے کمرہ میں مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی مدظلہ اور مولانا محمد الیاس ندوی بھٹکلی کے درمیان ندوۃ العلماء سے متعلق علمی وتحقیقی ادارے مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنؤ کو خوب سے خوب فعال بنانے اور متحرک کرنے کے لئے اسباب

MOHD. YASIN MOHD. YAMIN
PERFUMERS
EXPORTERS & IMPORTERS
Tayyab Shamama — طیب شمامہ
Shamama Abid Special — شمامہ عابد اسپیشل
Amber Abid — عنبر عابد
Mushk Amber — مشک عنبر
Attar Hena — عطر حنا
Attar Gulab — عطر گلاب
Attar Kora — عطر کیوڑہ
Attar Mogra — عطر موگرا
Attar Zafran — عطر زعفران
Rooh Khus — روح خس
Jannatul Firdaus — جنت الفردوس
Majmua — مجموعہ
Kannauj-209725 (U.P.)
Tel. : 05694-234445, 234725, Fax : 234388
Mobile : 09839208298 (Mohd. Furqan)
E-mail : mymykannauj@yahoo.co.in

پروپرائٹر: ولی اللہ
ولی اللہ جویلرس
WALIULLAH
Jewellers
ALL KINDS OF GOLD, SILVER
& DIAMOND JEWELLERY
Mob. 9415090544, 9936672278
Phone : 0522-2627446 (S)
e-mail : waliullahjewellers@gmail.com
Jutey Wali Gali, Aminabad, Lucknow

R.U. KHAN
MOBILE : 9335916892, 9415001164
E-mail: acelabelworld@in.com
riyazwise@gmail.com
ACE LABEL WORLD
We help make brands!
Manufacturers Quality Woven Labels, Monograms And Tags
3, VIDHAN SABHA MARG, HAZRAT GANJ, LUCKNOW-01 (U.P.) INDIA

ممبئی کے قارئین کی خدمت میں
ALAUDDIN TEA
44, Haji Building S.V. Patel Road
Null Bazar, Mumbai-400003
Tele Add Cupkettle
Ph: 23460220-23468708

MAQBOOL JEWELLERS

CAFE FIRDOS
کیفے فردوس
Partly Air Condition
MOGHALAI & CHINESE FOOD
Tel.: 23424781 - 23459921
145, Sarang Street, Crawford Market, Mumbai-400003

Mohd. Zubair
Mohd. Salman
09415028247
09919091462
Sahara
FOOTWEAR
35, Amethi House, Near Post Office, Aminabad, Lucknow-8

ریڈی میڈ مردانہ ملبوسات کا قابل اعتماد مرکز
اعلیٰ کوالٹی، جدید ترین فیشن کے ساتھ
Shirt, Trousers, Coats, Embroidered Sherwanis, Pullowers, Jackets, Kurta-Suits, Night Suits, Gown & Ties
شادی بیاہ، تیوہار اور تقریبات کے لئے شاندار ذخیرہ، تشریف لائیں قائل بھروسہ برانڈ
menmark®
Men's Exclusive
MFG, Wholesale, Export & Retail
58, Halwasia Market, Hazratganj, Lucknow-226001

دوسائل اختیار کرنے کی بات ہوئی۔ مولانا محمد الیاس ندوی نے اپنے عزائم کا اظہار کیا، چنانچہ مجلس کی مطبوعات میں ایک اہم کتاب ''سیرت سید احمد شہیدؒ'' (جلد اول ودوم) سے متعلق انہوں نے یہ اعلان کردیا ہے کہ اس پر مقالہ لکھا جائے اور سب سے ممتاز مقالہ پر دس ہزار روپئے کا انعام دیا جائے گا۔

مولوی یوسف بیگ ندوی اور مولوی معزالدین ندوی کی کوششوں سے مولانا محمد الیاس ندوی کی سرپرستی میں مولانا ابوالحسن علی ندویؒ کے نام سے ایک سینٹر اسی رہائش گاہ کے قریب قائم ہوا ہے، حضرت مولانا مدظلہ جب بیری صاحب کے یہاں سے ضیاء اللہ شریف صاحب کے یہاں جانے لگے تو اس سینٹر کا افتتاح کرکے تشریف لے گئے۔ برادرم یوسف بیگ ایک سینٹر اور چلا رہے ہیں جس کے تحت انہوں نے لائبریری بھی قائم کی ہے اور غریبوں، مریضوں کے تعاون کا بھی وہ اس کے ذریعہ انتظام کرتے ہیں، یہ جامع العلوم میں مدرس بھی ہیں۔

سلام سنٹر کا معائنہ

قرآن مجید کو موضوع بناکر جو ادارے کام کررہے ہیں، ان میں سلام سینٹر منفرد نوعیت کا ادارہ محسوس ہوا۔ حامد محسن صاحب بنگلور کے بڑے کاروباری ہیں، وہ جدید وسائل کا استعمال کرکے کثیر رقوم کے صرفہ کے ساتھ اس خدمت کو انجام دے رہے ہیں کہ قرآن مجید مسلم وغیر مسلم سبھی تک پہونچ جائے، وہ اس کے ذریعہ مسلمانوں کے فرقہ منحرفہ کا بھی مقابلہ کررہے ہیں اور بہت سے مقامات پر قادیانیوں کو بھی پست کیا ہے، حضرت مولانا اوران کے سبھی رفقاء نے آکر ان کے کام کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھا اور ہمت افزائی کی۔ یہیں برادرم سید عطاء اللہ ندوی مدرس مدرسہ صراط مستقیم، ازہر ندوی اور حافظ عبدالرحیم ملنے آئے، حامد محسن صاحب بڑے جذبہ کے انسان ہیں انہوں نے حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی مدظلہ کی زیر تصنیف کتاب جو قرآن مجید کے موضوعات کو لے کر عصر حاضر میں اس کی معنویت اور پوری انسانیت کے لئے اس میں سامان نصیحت ہونے پر ہے، کی اطلاع پر راقم سے عرض کیا کہ ہم قرآن مجید کے نسخے اور اس کے مختلف زبانوں میں ترجمے جس طرح پھیلا رہے ہیں، اسی کے ساتھ اس کو بھی پھیلائیں گے۔ اور رسم اجرا کی تقریب میں لکھنؤ آکر شرکت کریں گے۔

☆☆☆☆☆

رابطہ ادب اسلامی کے ترجمان سہ ماہی ''کاروان ادب'' کا تازہ شمارہ

رابطہ ادب اسلامی کے ترجمان سہ ماہی ''کاروان ادب'' کا تازہ شمارہ شائع ہوگیا ہے۔ اس میں حسب معمول ادب اسلامی کے مختلف پہلوؤں پر شائع کئے جانے والے مقالات کے علاوہ گجرات میں ہونے والے رابطہ ادب اسلامی کے سمینار کے چیدہ چیدہ مقالات شامل ہیں، سمینار کا موضوع تھا ''مولانا محمد بن طاہر پٹنی، مولانا عبدالعزیز میمن اور دیگر علماء گجرات کی علمی وادبی خدمات''۔ شمارہ کے عمومی متنوع مقالات ومضامین اس طرح ہیں: تدریس قرآن میں جاہلی ادب سے استفادہ واستدلال، حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کی کتاب ''نبی رحمت'' کا ادبی جائزہ، مولانا ابوالکلام آزاد کی کتاب ''رسول رحمت'' ایک سرسری جائزہ۔

سمینار کے موضوع سے تعلق رکھنے والے مقامات میں علماء گجرات اوران کی علمی وادبی خدمات، گجرات کی چند مشہور شخصیات: ماضی اور حال کے آئینہ میں، گجرات کے علماء سلف کے بعض اہم مخطوطات، علم وادب کی اشاعت میں گجرات کا حصہ، گجرات میں علوم دینیہ کی ترقی وترویج، صوبہ گجرات کے ضلع بھروچ کی اسلامی تاریخ، العلامة المحقق عبد العزيز الميمني، شیخ عبدالحق محدث اور مشائخ گجرات، سرزمین گجرات اور علامہ شیخ محمد بن طاہر پٹنی، شیخ عبدالعزیز آصف خان گجرات کے علم دوست، ادب نواز وزیر باکمال، مولانا عبدالعزیز میمن اوران کا ادبی کارنامہ، شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی، مولانا ابوالعلاء محمد اسماعیل گودھروی: حیات وخدمات، فخر گجرات محدث اعظم حضرت مولانا جلال الدین محمد بن طاہر پٹنی، شیخ عبداللطیف بن جمال بن سراج پٹنی، شیخ عبدالمعطی مکی احمد آبادی اوران کی ادبی وعلمی خدمات، حضرت شیخ الحدیث مفتی اسماعیل واڈی والا صاحب راندیر، جمال قریشی گجرات کا ایک صالح فکر شاعر، دارالخیرات گجرات اور دارالمصنفین اور ان کے علاوہ اور بھی متعدد مضامین ومقالات اور ادب اسلامی کی خبریں شامل ہیں۔

اس شمارہ میں اہم لکھنے والے حضرات کے اسماء گرامی ہیں: مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی، مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی، مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی، مولانا عبدالقادر ندوی، ڈاکٹر تابش مہدی، مولانا عبدالرب بن عبدالوہاب خاں، پروفیسر محبوب حسین عباسی، احمد آباد، مولانا محمود حسن حسنی ندوی، مولانا عبدالخالق ندوی، مولانا عمیر الصدیق ندوی، مولانا شیخ علیم الدین ندوی، مولانا محمد شکیل سعادتی، مولانا عبیداللہ سعادتی، مولانا اشرف عباس سعادتی قاسمی، مولانا محمد عارف عمری، ڈاکٹر محمد منصور خان، مولانا محمد انیس ندوی، مولانا ابوسیف اللہ محمد ایوب فلاحی، ڈاکٹر زبیر قریشی، مولانا نسیم اطہر ندوی اور قاری مفتی محمد اسلم بن مفتی اسماعیل وغیرہ۔

اس شمارہ کی قیمت مبلغ ڈیڑھ سو روپے۔ طلبہ کے لئے خصوصی رعایت۔

ملنے کا پتہ: دفتر رابطہ ادب اسلامی ومکتبہ ندویہ، ندوۃ العلماء، لکھنؤ